ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

07 جولائی 2026ء | صفر المظفر 1448ھ

عزم وہمت اور صبر و استقامت کے

96 سال

- جیو نیوز پر گستاخانہ ڈاکومنٹری کی نمائش
- ایران، امریکہ معاہدہ پھر خطرے میں
- مجاہد ختم نبوت جناب عبدالرحمٰن باوا کا سانحۂ ارتحال!
- مجلس احرار اسلام پاکستان کی جدید رکنیت و تنظیم سازی مہم
- سالانہ احرار ''ختم نبوت کانفرنس'' چناب نگر
- سیدہ فاطمہ راضیہؓ بہ فرمان نبوی

اسلام زندہ باد

ختم نبوۃ زندہ باد

مسلمانو! پرچم ختمِ نبوت گرنے نہ پائے اور عقیدہ ختم نبوت پر آنچ نہ آئے (امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ)

حکومتِ الٰہیہ زندہ باد | تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد | پاکستان پائندہ باد

بتاریخ 11 12 ربیع الاول 1448ھ

بمقام جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ

51 ویں سالانہ

عظیم الشان

احرار ختم نبوۃ کانفرنس

ان شاء اللہ تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

جلوسِ دعوتِ اسلام

ملک بھر سے نامور علمائے کرام، مشائخ عظام، مذہبی، سیاسی، سماجی و صحافی رہنما، دانشور، طلباء، زعمائے احرار

عقیدہ ختم نبوۃ | حیات عیسیٰ | مقام صحابہ | عظمت اہلبیت

قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام، احرار اور محاسبہ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر خطاب فرمائیں گے

شعبہ نشر و اشاعت

مجلس احرار اسلام پاکستان

ملتان	0300-6385277
لاہور	0300-4037315
کشمیر	0301-5310385
گجرات	0301-6221750
چیچہ وطنی	0315-6381977
کراچی	0300-4037315
چناب نگر	0301-3138803

عابد مسلم اید ورٹائزر ملتان 0303-6631714,0332-4146316,0303-5561802

بانی

ابنِ امیرِ شریعت حضرۃ
مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد

حضرۃ امیرِ شریعت، سید الاحرار
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی و امیرِ اوّل مجلس احرار اسلام

Regd.M.NO.32 | شمارہ 07 | جلد 37

جولائی 2026ء | صفر المظفر | ۱۴۴۸ھ

بفیضانِ نظر

جانشینِ امیرِ شریعت، امام الاحرار حضرۃ مولانا
سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ
خواجہ خواجگان حضرۃ مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ
ابنِ امیرِ شریعت حضرۃ مولانا سید عطاء المؤمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
ابنِ امیرِ شریعت حضرۃ پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب مدظلہ
(مسند نشین خانقاہ سراجیہ)
سرپرست شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

جنابِ پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب
جنابِ ملک محمد یوسف صاحب

مُدیرِ مسئول: سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

عبد اللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، ڈاکٹر محمد عمر فاروق، میاں محمد اویس
سید عطاء المنان بخاری، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا تنویر الحسن احرار

منتظم ترسیلات: محمد فیصل اشفاق، احمد علی
رابطہ 0304-2265485

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک —— =/600 روپے
بیرونِ ملک —— =/9000 روپے
فی شمارہ —— =/50 روپے

رابطہ: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان
www.ahrar.org.pk kafeel.bukhari@gmail.com
majlisahrar@hotmail.com majlisahrar@yahoo.com

شعبہ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان
ناشر: سید محمد کفیل بخاری
طابع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان

ترسیلِ زر بنام ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان
اکاؤنٹ نمبر یو بی ایل 0278-1005278
ایم ڈی اے چوک ملتان

تشکیل

اداریہ	جیو نیوز پر گستاخانہ ڈاکومنٹری کی نمائش	سید محمد کفیل بخاری	3
//	ایران، امریکہ معاہدہ پھر خطرے میں	//	4
تعزیتی شذرہ	بے قراری کو قرار آ ہی گیا! مجاہد ختم نبوت جناب عبدالرحمٰن باوا کا سانحۂ ارتحال!	عبداللطیف خالد چیمہ	6
افکار	مجلس احرار اسلام پاکستان کی جدید رکنیت و تنظیم سازی مہم سالانہ احرار ''ختم نبوت کانفرنس'' چناب نگر	سید عطاء المنان بخاری	8
دین و دانش	جنگوں میں امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کفار قتل ہوئے مگر ابوبکرؓ و عمرؓ کے ہاتھوں نہیں، کیوں؟	نواز کمال	12
//	سیدہ فاطمہ راضیہؓ بہ فرمان نبوی	عطاء محمد جنجوعہ	15
//	عقیدۂ ایصالِ ثواب (قسط نمبر: 1)	مولانا ابوریحان سیالکوٹی	21
خطاب	اصحاب رسول علیہم الرضوان وخلافت راشدہ (قسط نمبر: 5)	سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	28
	ختم نبوت کانفرنس لندن	مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ	36
آپ بیتی	محاذ ختم نبوت پر گزرے وقت کی یادیں (قسط نمبر: 16)	مولانا محمد مغیرہ	42
مطالعہ قادیانیت	قادیانیت کی ناکامیوں کی مختصر روئداد (قسط نمبر: 1)	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	49
//	قادیانیت کا ایک اور روپ: فتنہ دیندار انجمن (قسط اوّل)	امجد علی مردانوی	54
قبول اسلام	من الظلمات الیٰ النور	مرتب: ابومروان	58
اخبار الاحرار	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	59
ترحیم	مسافران آخرت	ادارہ	63

☆......☆......☆

دل کی بات　　　سید محمد کفیل بخاری

جیو نیوز پر گستاخانہ ڈاکومنٹری کی نمائش

10 محرم الحرام 1448ھ /26 جون 2026ء کو پاکستان کے معروف ٹی وی چینل ''جیو نیوز'' پر ایک پروگرام ''سفرِ عشق'' کے نام سے نشر کیا گیا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنھم کے بصری نقوش اور ہیولے دکھائے گئے۔ مذہبی مقدسات کی یہ تصویر کشی اہل پاکستان خصوصاً اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے ناقابل قبول ہے۔ دینی واعتقادی لحاظ سے تو یہ ایک بدترین گستاخی ہے، لیکن ملکی دستور وقانون کی بھی کھلی توہین اور پیمرا کے قوانین وضوابط کی علانیہ خلاف ورزی ہے۔ اس ذلیل حرکت سے پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کی دِل آزاری اور مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں۔

عوام کے شدید ردِّعمل اور مطالبے پر پیمرا نے پندرہ دن کے لیے جیو نیوز کا لائسنس منسوخ کیا اور نشریات بند کردیں۔ ہمارے نزدیک یہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی جسے روبہ عمل لاکر مسلمانوں کے دینی جذبات اور غیرت وحمیت پر حملہ کیا گیا۔ یہ ایک بڑا جرم ہے، پیمرا کی سزا کم اور قانون کے مطابق نہیں۔ اگرچہ جیو نیوز نے معذرت کی ہے اور اس گستاخانہ پروگرام کو نشر کرنے والوں کو ملازمت سے برطرف کیا ہے۔ لیکن ہمارا مؤقف یہ ہے کہ جیو نیوز کا ادارہ ایک عادی مجرم ہے۔ وقتی طور پر معذرت کر کے عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اس گستاخانہ حرکت سے چھے روز قبل 20 / جون 2026ء کو ڈرامے ''ضبط'' میں بھی ناقابل قبول مذہبی تصویر کشی کی گئی۔ ایک فاحشہ عورت کے ہاتھوں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر زمین پر پھینکی گئی اور ساتھ ہی کچھ مذہبی کتابیں بھی الماری سے اٹھا کر زمین پر پھینکیں گئیں۔

سوال یہ ہے کہ اس قسم کے مناظر دکھا کر جیو نیوز کے مالکان وذمہ داران کیا ذہن بنانا چاہتے ہیں اور کیا نتائج اخذ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ غصہ، شدت پسندی اور گستاخی کیوں اور کس لیے؟ وہ بھی ایک اسلامی ملک میں جس کا دستور وقانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

جیو نیوز چینل کے ذمہ داران نے معذرت کے ساتھ ساتھ وضاحتیں بھی دی ہیں جو عذرِ گناہ بدتر از گناہ کے مترادف ہیں ایک خاتون اینکر پرسن نے کہا کہ اگرچہ ہم معذرت کرتے ہیں اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں لیکن یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو تصویری ہیولے دکھائے گئے ہیں وہ کسی گستاخانہ ماحول میں نہیں دکھائے گئے۔ انہیں فرانس اور دیگر یورپین ممالک میں بنائے جانے والے خاکوں سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ ہمارے نزدیک یہ بات بھی اپنے جرم کو جواز

فراہم کرنے کے مترادف ہے۔مقدس ہستیوں کے بصری نقوش وہیولے تعریف کے لیے بنانا بھی توہین اور گستاخی کے زمرمیں آتا ہے۔لہٰذا پوری قوم کا متفقہ مطالبہ ہے کہ:

1۔جیو نیوز چینل کو مستقل بنیادوں پر بند کیا جائے

2۔ذمہ دار افراد پر قانون کے مطابق مقدمہ درج کر کے قرارِ واقعی سزا دی جائے۔

ایران، امریکہ معاہدہ پھر خطرے میں

گزشتہ ماہ جون 2026ء میں پاکستانی کوششیں کامیاب ہوئیں۔ایران، امریکہ کشیدگی میں مسلسل اتار چڑھاؤ کے بعد سوئٹزر لینڈ میں ایک مرتبہ پھر مذاکرات کی بساط بچھی۔فیلڈ مارشل عاصم منیر اور وزیر اعظم شہباز شریف اپنے وفد کے ساتھ وہاں پہنچے اور مذاکرات کے نتیجے میں ایک مفاہمتی یادداشت تحریر ہوئی۔ مذاکرات کے دوران صدر ٹرمپ کی دھمکیوں کا سلسلہ بھی جاری رہا جو اَب تک جاری ہے۔یہ بات محلِ نظر ہے کہ مفاہمتی یادداشت میں لبنان کا تو ذکر ہے لیکن فلسطین کا کوئی تذکرہ نہیں۔اس دوران امریکی صدر ٹرمپ کی طرف سے بظاہر اسرائیل کو سرزنش کے انداز میں بیانات بھی آئے کہ: اسرائیل تنہا ہو چکا ہے۔ میں نہ ہوتا تو اسرائیل ختم ہو چکا ہوتا وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے خیال میں امریکہ اب بھی اسرائیل کی پشت پر ہے۔ 10/اکتوبر 2025ء میں غزہ جنگ بندی معاہدہ کے بعد سے اب تک ڈیڑھ ہزار فلسطینی شہید ہو چکے ہیں۔ چار ہزار زخمی ہیں۔معاہدے کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسرائیل روزانہ حملے کر رہا ہے۔ پہلے غزہ شہر تباہ کیا،مظلوم فلسطینی خیموں میں آئے تو اب خیمہ بستیوں پر بمباری کر رہا ہے۔غزہ کھنڈرات بن چکا ہے گھر، بازار، تعلیمی ادارے، ہسپتال سب مسمار ہو چکے ہیں۔اب خیموں میں بھی بے گھر فلسطینیوں کی زندگی محفوظ نہیں۔فلسطینیوں کی نسل کشی کی جارہی ہے۔ بچوں اور عورتوں کو نشانہ بنا کر شہید کیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف اسلامی دنیا خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ٹرمپ عالمی غنڈہ ہے اور وہ غزہ امن بورڈ کو متحرک کر کے غزہ کو حماس کے کنٹرول سے آزاد کر کے اسرائیل کے تسلط میں دینا چاہتا ہے۔ایران، امریکہ تنازعہ تو آبنائے ہرمز اور لبنان کے مسئلے پر ہے۔ وہ شاید اس کے کسی حل پر متفق ہو جائیں،لیکن غزہ و فلسطین جس طرح تنہا تھے اسی طرح ہیں۔اقوام متحدہ کی نمائشی آہیں اور مصنوعی آنسو مسئلہ فلسطین کا حل نہیں۔ جب تک تمام مسلم ممالک یک زبان و یک جان ہو کر اہلِ غزہ و فلسطین کی حمایت پر ڈٹ نہیں جاتے اُس وقت تک یہ ظلم بند نہیں ہوگا۔اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کے حال پر رحم فرمائے (آمین)

سید محمد طلحہ گیلانی کی رحلت:

سید محمد طلحہ گیلانی رحمہ اللہ ہمارے قدیم رفیق فکر تھے۔ وہ سید امین گیلانی رحمہ اللہ کے بڑے بھائی سید علاء الدین رحمہ اللہ کے بیٹے اور بھتیجے تھے اور چچا کی طرح مجلس احرار اسلام سے ہی وابستہ تھے۔ میرے لڑکپن کی بات ہے۔ 1970ء کی دہائی میں جانشین امیر شریعت، قائد احرار حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ کی مجالس میں انہیں دیکھا اور پھر ان کی ادارت میں شائع ہونے والے پندرہ روزہ الاحرار لاہور میں سید طلحہ گیلانی کی نظمیں باقاعدگی سے شائع ہونے لگیں۔ اسی طرح جب ماہنامہ نقیب ختم نبوت کا اجرا ہوا تو سید طلحہ گیلانی کی منظومات نقیب کی زیب اشاعت بنتی رہیں۔ کئی نظمیں اپنے بیٹے کاشف گیلانی کے نام سے بھی کہیں۔ ان کی نظمیں فکر احرار کی غماز اور ترجمان ہوتی تھیں۔ وہ ان دنوں گوالمنڈی لاہور میں رہائش پذیر تھے اور مجلس احرار اسلام کی سرگرمیوں میں باقاعدہ شریک ہوتے تھے۔ حضرت سید ابوذر بخاریؒ جب لاہور تشریف لے جاتے تو سید طلحہ گیلانی تقریباً روزانہ دفتر احرار بیرون دہلی دروازہ انہیں ملنے آتے اور بیشتر وقت انہی کی رفاقت میں گزارتے۔ سید محمد طلحہ گیلانی حساس طبیعت، نفیس مزاج اور اعلیٰ ادبی ذوق کے مالک تھے۔ وہ قادرالکلام اور برجستہ گو شاعر تھے۔ انہوں نے زیادہ تر نظمیں کہیں اور سیاسی حالات کی عکاسی کی شخصیات پر بھی خوب نظمیں لکھیں۔ غزلیں بھی کہیں ابتداء میں ان کی شاعری پر سید محمد امین گیلانی مرحوم کا رنگ غالب تھا۔ پھر اپنے رنگ و انداز میں لکھنے لگے۔ آغاز میں حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ سے اصلاح لی۔ قرطاس و قلم کے آدمی تھے اور آخر دم تک لکھتے رہے۔

وہ پی آئی اے میں ملازم ہو کر کراچی منتقل ہو گئے۔ کراچی میں صفورا گوٹھ کے علاقے میں رہائش پذیر ہو گئے۔ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ سے بہت بے تکلفی اور محبت تھی۔ کراچی میں حضرت پیر جی کی معیت میں متعدد مرتبہ ان کے ہاں جانا ہوا اور ان کے گھر میں قیام رہا۔ وہ حضرت پیر جی کا بہت اکرام کرتے تھے۔ جب بھی کراچی جانا ہوتا ان کے شدید اصرار پر قیام انہی کے ہاں ہوتا۔ بہت خدمت کرتے اور بے پناہ محبت سے نوازتے۔ گزشتہ دس بارہ برس سے اہل و عیال سمیت وہ برطانیہ میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ کبھی کبھار ان سے رابطہ ہوتا تو پرانی یادیں تازہ ہو جاتیں۔ ابھی چند ماہ قبل بھائی سلمان گیلانی کا انتقال ہوا، ان کا صدمہ باقی تھا کہ طلحہ گیلانی بھی 24 جون 2026 کو برطانیہ میں رخت سفر باندھ کر عقبیٰ کو روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ بھائی طلحہ گیلانی کی مغفرت فرمائے، ان کے حسنات قبول فرمائے، خطائیں معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے فرزندان سید کاشف گیلانی، سید مدثر گیلانی اور تمام لواحقین و پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

عبداللطیف خالد چیمہ

بے قراری کو قرار آ ہی گیا!
مجاہد ختم نبوت جناب عبدالرحمٰن باوا کا سانحۂ ارتحال!

بچپن سے لے کر زندگی کے آخری لمحات تک جناب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ رسالت و ختم نبوت کے تحفظ کی پرامن جدوجہد کے داعی و مبلغ عبدالرحمٰن یعقوب باوا 16 / جون 2026ء بروز منگل شام 3 بجے لندن کے ایک ہسپتال میں انتقال فرما گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون، نماز جنازہ 17 / جون بروز بدھ کو گارڈن آف پیس رم فورڈ لندن میں 3:45 منٹ پر ادا کی گئی۔

باوا صاحب 7 سال کی عمر میں وریاؤ (سورت) انڈیا سے ہجرت کر کے اپنے والدین کے ساتھ رنگون (برما) منتقل ہوئے، کاروبار اور تجارت کے حوالے سے یہ مشہور خاندان 1969ء کو مشرقی پاکستان ڈھاکہ چلے گئے، سقوط ڈھاکہ کے بعد 1971ء میں کراچی منتقل ہوئے، کاروباری مصروفیات بھی شروع ہو گئیں، لیکن اللہ کی تقدیر میں کچھ اور ہی لکھا تھا جو ہو کر رہا کہ دارالعلوم بری (برطانیہ) کے بانی و مہتمم حضرت مولانا محمد یوسف متالہ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو خط لکھا کہ حضرت شیخ محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ کی سوانح لکھنی ہے آپ برطانیہ تشریف لائیں، حضرت لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ نے جواباً لکھا کہ دو اور حضرات بھی میرے ساتھ آئیں گے۔ چنانچہ حضرت مولانا منظور الحسینی رحمتہ اللہ علیہ اور عبدالرحمٰن یعقوب باوا 1981ء میں پہلی دفعہ برطانیہ تشریف لے گئے، بادی النظر میں دیکھا جائے تو یہی نقطۂ آغاز تھا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا مبارک کام برطانیہ میں شروع ہوا اور کئی سال بعد سٹاک ویل لندن میں ختم نبوت سینٹر کا قیام عمل میں آیا، حضرت باوا صاحب نے بین الاقوامی سطح پر کام کی بنیاد بھی رکھی اور سنبھالا بھی خوب!

وہ ختم نبوت کا پرچم لے کر دنیا میں گھوم گئے، ''جہاں قادیانی وہاں باوا صاحب'' کے مصداق ہر جگہ پہنچے، تعقب کرنے کا حق ادا کر دیا، لندن میں ختم نبوت اکیڈمی قائم کر کے دنیا بھر میں ختم نبوت کے مشن کو آگے بڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا جو ان شاء اللہ تعالیٰ جاری و ساری رہے گا، ان حالات میں بھی اکیڈمی اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہے، راقم الحروف کے سفر برطانیہ میں خوب پذیرائی دیتے، ان پر ایک ہی دُھن سوار تھی کہ ختم نبوت کے عقیدے کے تحفظ کی

جدوجہد اسلام کی بنیاد ہے، اس بنیاد کا تحفظ و دفاع دنیا و آخرت کی بھلائی اور کامیابی ہے، انہوں نے اس مقدس مشن کے حوالے سے اپنوں اور بیگانوں کے طعنوں کا بھی مردانہ وار جواب دیا اور اپنی دُھن میں لگے رہے کہ اللہ کا حکم پورا ہوا اور وہ وہاں چلے گئے جہاں سے لوٹ کر کوئی نہیں آسکتا۔ عرصہ دراز سے ختم نبوت کے عالمی مشن پر میرا جب بھی لندن، برطانیہ جانا آنا ہوتا وہ جمیع معاملات میں بھر پور رہنمائی بھی کرتے اور پذیرائی بھی دیتے، میں نے ان کو بہت قریب سے دیکھا، سمجھا اور پڑھا وہ اپنے کاز کے ساتھ مکمل طور پر ایثار پیشہ اور مخلص تھے، وہ حریت فکر کے علم بردار بھی تھے اور منہ پر ساری بات کہہ دینے کے عادی تھے، میرے ذاتی و جماعتی محسن بھی تھے، اللہ ان کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائیں (آمین)!

ہم تو خود تعزیت کے قابل ہیں اور بہت سے دوستوں نے ہمارے ساتھ تعزیت کا اظہار بھی کیا ہے، لندن کا جنازہ جوان کے ہونہار فرزند مولانا سہیل باوا نے پڑھایا، قابل دید اور قابل رشک تھا، ہم مولانا سہیل باوا، محمد زبیر باوا، محمد عثمان باوا، بھائی الطاف الرحمٰن کراچی اور مرحوم کی اہلیہ سے اظہارِ ہمدردی اور اظہارِ تعزیت کرتے ہیں، میں خود 29/جون بروز پیر لندن پہنچا ہوں اور اپنی بیٹی کے گھر بیٹھ کر یہ سطور لکھ رہا ہوں، برطانیہ میں باوا صاحب مرحوم کی یاد میں کئی اجتماعات میں شرکت کے علاوہ مختلف اجتماعات اور ختم نبوت کانفرنسز میں بھی حاضری ہوگی۔ 23 اگست کو واپسی ہے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس، احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد گلاسگو، سیکرٹری جنرل عرفان اشرف چیمہ اور دیگر رہنماؤں نے باوا صاحب مرحوم کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا اور ان کی پچاس سال سے زائد دینی و تنظیمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

☆......☆......☆

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

بہ فیضانِ نظر ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

30 جولائی 2026ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

حضرت حافظ سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب درسِ قرآن ہوتا ہے

الداعی　انتظامیہ مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان　061 4511961

سید عطاء المنان بخاری

مجلس احرار اسلام پاکستان کی جدید رکنیت و تنظیم سازی مہم

سالانہ احرار ''ختم نبوت کانفرنس'' چناب نگر

مجلس احرار اسلام برصغیر پاک و ہند کی قدیم ترین جماعت ہے جو علامہ محمد انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ کی توجہ اور حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی کوشش سے قائم ہوئی۔ مجلس احرار اسلام نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدو جہد کو روزِ اول سے اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔

قیام پاکستان سے قبل صرف مجلس احرار ہی تھی جس نے عوامی جدو جہد کے ذریعے عامۃ الناس مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت سمجھایا اور فتنۂ قادیانیت سے بچایا۔ قادیانیوں کے رعب کو ختم کیا اور طلسم کو توڑا۔ پاکستان بن جانے کے بعد بھی مجلس احرار ہی تھی جس نے فتنۂ قادیانیت کا مقابلہ کیا اور اب تک ہر چھوٹی بڑی تحریک کا حصہ رہی اور ہے۔

مجلس احرار اسلام کی خدمات کو برصغیر کے چوٹی کے علماء و صلحاء، مدارس و جامعات، خانقاہوں کے بزرگوں نے سراہا، سرپرستی فرمائی، رکنیت بھی حاصل کی اور جماعت کے جلسوں، اجتماعات اور تحاریک میں شمولیت بھی فرمائی۔ قادیان میں احرار کا داخلہ ہو، تحریک کشمیر ہو، پاکستان کی 1953 کی تحریک ختم نبوت ہو یا بعد کی تحاریک مجلس احرار اسلام نے اکابر کی سرپرستی، اعتماد اور مشاورت سے ہر محاذ پر اپنا کردار ادا کیا۔

☆ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے مجلس احرار کے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے متعلق فرمایا:

''مجلس احرار کا شعبۂ تبلیغ دفعِ مضرت قادیانیت کے لیے جو نصرتِ اسلام کر رہا ہے وہ سب اہل اسلام کا فریضہ ہے۔ جس کو مجلس احرار نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ خصوصاً اس کی یہ تجویز کہ قادیان کے اندر مسجد و مدرسہ و دفتر ہو اور قادیان کے قریب جلسہ کی جگہ ہو، نہایت پُر مصلحت ہے۔ مقصود بالا میں اس کی امداد تمام مسلمانوں پر بقدرِ استطاعت واجب ہے۔ میں ایک حقیر رقم پچیس روپے مجلس کی نذر کرتا ہوں اور کامیابی کی دعا بھی کرتا ہوں۔''

مکتوب بنام: رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمہ اللہ

(مطبوعہ ماہنامہ ''الفرقان''، لکھنو، ربیع الاول 1353ھ۔ ماہنامہ ''النور'' تھانہ بھون، ربیع الثانی 1354ھ)

☆ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف تھانوی نے شعبۂ تبلیغ مجلس احرار میں شمولیت بھی اختیار کی جسے حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی رفیق حضرت مولانا محمد یسین رحمہ اللہ (سابق مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان) نے روایت کیا:

''حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ ایک بار حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ بھی میرے ہمراہ تھے۔ میں نے حضرت تھانوی سے عرض کیا کہ:

مجلس احرار اسلام کا شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے لیے قائم کیا گیا ہے جو قادیان میں تبلیغی و تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ شعبۂ تبلیغ احرار اسلام کا ملکی سیاست سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مبلغین ختم نبوت کی ایک جماعت، قادیان اور اس کے مضافات میں تحفظ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

حضرت تھانوی نے دریافت فرمایا کہ:

شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت میں شمولیت کے لیے فیس رکنیت کیا ہے؟

میں نے عرض کیا کہ: ایک روپیہ سالانہ

حضرت حکیم الامت نے بیس روپے عنایت کرتے ہوئے فرمایا:

یہ میری طرف سے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت میں شمولیت کے لیے بیس سال کی فیس رکنیت ہے۔ اگر اس عرصے میں زندہ رہا تو آئندہ تجدید رکنیت کروں گا، موت آ گئی تو ختم نبوت کے رضا کاروں میں میرا بھی شمار ہو گا۔''

☆ اسی طرح مرشد احرار حضرت مولانا الشاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ نے تاحیات مجلس احرار اسلام کی ہر حوالے سے سرپرستی فرمائی اور اپنے حلقۂ ارادت کو حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ اور ان کی جماعت مجلس احرار سے وابستہ ہونے کی تلقین فرماتے۔

☆ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت سید انور حسین نفیس رقم المعروف نفیس الحسینی رحمہ اللہ نے بھی مجلس احرار اسلام کی معاونت کا فارم جانشین امیر شریعت، امام اہل سنت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پُر کیا۔ جس کی نقل مضمون کے آخر میں بطور تبرک شائع کی جا رہی ہے۔ تاکہ ریکارڈ درست رہے۔

☆ قائد تحریک ختم نبوت، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں میانوالی کے سرخیل، خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ جو 1953 کی تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت میں شریک ہوئے اور پابند سلاسل رہے، تاحیات مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ کے سرپرست رہے، جب برطانیہ تشریف لے جاتے تو ''احرار ختم نبوت مشن یوکے'' کی سرپرستی بھی فرماتے ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کو ختم نبوت کے اجتماعات میں خود شرکت کی دعوت دیتے اور اپنی صدارت میں بیان کرواتے۔ چناب نگر کی سالانہ ''احرار ختم نبوت کانفرنس'' وجلوس دعوت

اسلام میں باقاعدگی سے تشریف لاتے رہے۔ اپنی علالت کے ایام میں اپنے فرزند و جانشین حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد دامت برکاتہم کو حکماً فرمایا کہ کانفرنس میں جانا ہے اور وہ الحمدللہ تاحال تشریف لا کر سرپرستی فرما رہے ہیں۔

☆ مسند نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں، حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم بھی اپنے عظیم والد گرامی کی طرح 28 اگست 2022ء مطابق 30 محرم الحرام 1444ھ سے مجلس احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کی مکمل سرپرستی فرما رہے ہیں اور یہ شعبہ حضرت کی مشاورت سے ہی دعوت اسلام، تربیت و کفالت نومسلمین کے سلسلہ میں بہت بہتر انداز میں کام کر رہا ہے۔

مجلس احرار اسلام پر بہت مشکل ادوار آئے، پابندیاں لگیں، اپنوں بیگانوں کی طرف سے رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔ لیکن حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء کا خلوص اور ختم نبوت کے مبارک کام کی برکت ہے کہ الحمد للہ جماعت قائم دائم ہے اور شاہ جی کے مشن کو لے کر چل رہی ہے۔

مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس 14 جون 2026 مطابق 28 ذوالحجہ 1447ھ بروز اتوار، ایوان احرار لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں دیگر امور کے علاوہ چناب نگر کی 51 ویں سالانہ ''احرار ختم نبوت کانفرنس'' (12,11 ربیع الاوّل 1448ھ) اور جماعت کی پانچ سالہ انتخابی مدت کے امسال مکمل ہونے اور نئے انتخابات کے لیے تجدید و نئی رکنیت سازی و تنظیم سازی مہم کے حوالے سے تفصیلی مشاورت ہوئی۔

مجلس احرار اسلام کا انتخابی دور پانچ سال پر مشتمل ہوتا ہے۔ 2022 میں ہونے والے انتخابات کی مدت 2026 میں مکمل ہو رہی ہے۔ یکم محرم الحرام 1448ھ مطابق 17 جون 2026ء سے نئی رکنیت سازی مہم کا آغاز ہو چکا ہے اور مرکزی مجلس عاملہ نے انتخابی بورڈ تشکیل دے کر راقم کو اس کا نگران مقرر کیا ہے۔ ان شاء اللہ! تمام قدیم کارکنان کی رکنیت کی تجدید کی جائے گی اور نئے احباب کو رکنیت کے ذریعہ جماعت میں شامل کیا جائے گا۔

گزشتہ برس ملک بھر کی طرح چناب نگر میں سیلابی صورت حال کے باوجود ''فتح ربوہ گولڈن جوبلی احرار ختم نبوت کانفرنس'' اللہ کے فضل و کرم اور مجاہدین ختم نبوت، رضا کاران احرار کے عزم سے کامیاب ہوئی۔ جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ ختم نبوت کی محنت کا اگر آدمی عزم و ارادہ کر لے تو اللہ اپنی مدد و نصرت ہر صورت اس کام میں شامل فرما دیتے ہیں۔ اس سال 51 ویں سالانہ ''احرار ختم نبوت کانفرنس'' کے حوالے سے شاخوں سے رابطوں اور انتظامی امور کی انجام دہی کے لیے ''مجلس استقبالیہ'' قائم کر دی گئی۔ جس کا صدر قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی صاحب اور ناظم مولانا محمد اکمل صاحب کو منتخب کیا گیا۔ جو اپنی طے کردہ ٹیم کے ساتھ مل کر کانفرنس کے انتظامات اور دیگر تمام امور کو حتمی شکل دیں گے۔ اس عمل میں مجلس احرار اسلام کے مبلغین حضرات بھی برابر ان کے مدد و معاون ہوں گے۔ کانفرنس کے

اشتہارات وغیرہ شائع ہوگئے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کی تمام ماتحت شاخوں کے ذمہ داران، مجاہدین ختم نبوت، ہمارے ہم فکر احباب اور قارئین ’’نقیب ختم نبوت‘‘ اس مضمون کے ذریعے پہنچنے والے اس پیغام کو ہی کانفرنس کی دعوت سمجھیں، اس حوالے سے میٹنگز کریں اور علاقائی سطح پر کانفرنسوں اور اجتماعات کا نظم بنا کر چناب نگر کی کانفرنس کی دعوتی مہم اور تیاریاں تیز کر دیں۔

رکنیت سازی اور ختم نبوت کانفرنس کی ہدایات کے حوالے سے تفصیلی خط بھی تمام شاخوں کو جاری کیا جا چکا ہے۔

☆......☆......☆

عکس معاونت فارم مجلس احرار اسلام پاکستان
حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ تعالیٰ

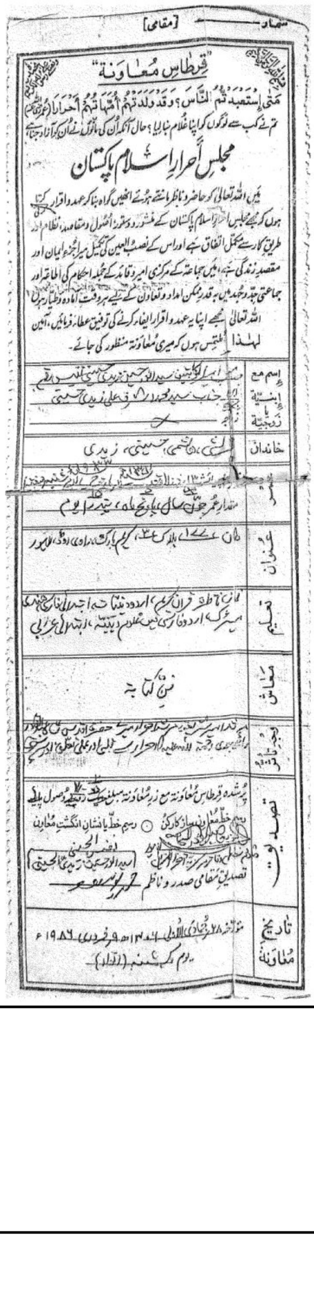
شمار ---- [مقامی]

"قرطاسِ مُعاوَنة"

مَتَیٰ اِسْتَعْبَدْتُمُ النَّاسَ؟ وَقَدْ وَلَدَتْهُمْ اُمَّهَاتُهُمْ اَحْرَارًا (عمر رضی اللہ عنہ)

تم نے کب سے لوگوں کو اپنا غلام بنا لیا؟ حال آنکہ اُن کی ماؤں نے اُن کو آزاد جنا ہے

مجلسِ اَحرارِ اِسلام پاکستان

مَیں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر مانتے ہوئے انھیں گواہ بنا کر عہد و اقرار کرتا ہوں کہ مجھے مجلس احرار اسلام پاکستان کے منشور و دستور، اُصول و مقاصد، نظام اور طریقِ کار سے مکمل اتفاق ہے اور اس کے نصب العین کی تکمیل میرا جُزء ایمان اور مقصدِ زندگی ہے۔ میں جماعت کے مرکزی امیر و قائد کے جُملہ احکام کی اطاعت اور جماعتی جدّ و جُہد میں بہ قدرِ ممکن امداد و تعاون کے لیے ہر وقت آمادہ و تیار رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنا یہ عہد و اقرار ایفاء کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین

لہٰذا ملتمس ہوں کہ میری مُعاونة منظور کی جائے۔

اسم مع اِبنیّة یا زوجیّة	[illegible]
خاندان	[illegible] حسینی، زیدی
[illegible]	[illegible]
عنوان	[illegible]
تعلیم	[illegible]
مشاغل	[illegible]
[illegible]	[illegible]
تصدیق	[illegible]
تاریخ مُعاونة	[illegible] 1986ء

نواز کمال

جنگوں میں امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کفار قتل ہوئے مگر ابوبکرؓ و عمرؓ کے ہاتھوں نہیں، کیوں؟

غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عمر لگ بھگ 52، حضرت عمرؓ کی عمر تقریباً 42 اور حضرت علیؓ کی عمر 25 سال تھی۔ مبارزت پہ جب عتبہ، شیبہ اور ولید نکلے تو صفِ جانثارانِ شہ لولاک میں سے عوف، معوذ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم نکلے۔ تینوں انصاری تھے۔ مگر عتبہ نے کہا کہ ہم اپنے ٹکر کے لوگوں سے لڑیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب کے نتیجے میں حضرت حمزہؓ، حضرت عبیدہ ابن الحارثؓ اور حضرت علیؓ میدانِ کارزار میں اترے۔

اس وقت مسلمانوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انصار میں سے سعد بن معاذؓ، جبکہ مہاجرین میں سے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ قائدینِ لشکر میں شمار ہوتے تھے۔ مگر حضور نے جن تین لوگوں کو مبارزین کے مقابلے پہ بھیجا، ان میں سوائے حضرت حمزہ کے، باقی افراد موجود نہ تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس وقت اٹھتی جوانی سے سجے محض پچیس برس کے جوان تھے اور نوجوانوں کا کام فرنٹ پہ لڑنا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کفار کے لشکر میں نوجوان عکرمہ سردارِ لشکر ابوجہل کے بیٹے ہونے کے باوجود اگلی صفوں میں لڑتے دکھائی دیے۔ یہ مت بھولیے کہ اس وقت حجاز ایک قبائلی زندگی جیتا خطہ تھا اور قبائلی معاشرے میں فرقِ مراتب خصوصاً عمروں کے تفاوت کا ازحد خیال رکھا جاتا ہے۔

یہاں عسکری اعتبار سے یہ نکتہ سمجھنے کا ہے کہ قدیم زمانے کی جنگوں میں سپہ سالار اپنے نائبین اور لشکر کے ممتاز ترین افراد کو اپنے قریب رکھا کرتے تھے، تاکہ موقع بہ موقع مشاورت کا عمل ممکن ہو سکے۔ اب بھی ملٹری کا یہی اصول ہے۔ چنانچہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی جرنیل میدانِ جنگ میں مارا جائے۔ بہت ہوا تو میجر، کرنل اور بریگیڈیئر تک بات پہنچتی ہے۔ اسی اصول کی وجہ سے بدر کے معرکے کے دوران حضورؐ جس ٹیلے پہ تشریف فرما ہو کر لشکر کی قیادت کر رہے تھے، اس ٹیلے پہ دو اور لوگ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ ایک ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے سعد بن معاذؓ یہ گویا صفِ اوّل کی قیادت تھی، جو ایک ہی مورچے میں بیٹھ کر جنگ کی کمان سنبھالے ہوئے تھی۔ یہاں لطف کی بات یہ ہے کہ اس ٹیلے پر قیادت کے لیے مورچہ بندی بھی سعد بن معاذؓ کے مشورے کی بنیاد پہ کی گئی تھی جیسا کہ ہم ذکر کر چکے کہ قیادت کے لیے بنائے گئے مورچے میں تین لوگ تھے حضورؐ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ۔

یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ باوجود سردارِ انصار ہونے کے اور اس کے باوصف کہ موقع بہ موقع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اہم ترین مشورے دیتے تھے، حضرت سعد کی قیادت کے مورچے میں موجودگی اصلاً ایک محافظ کے طور پر تھی اس لیے وہ دورانِ جنگ تلوار ہاتھ میں لیے پہرے پہ کھڑے رہے، جبکہ اصل قیادت دو افراد پہ مشتمل

تھی، جو مورچے میں بیٹھے سارے لشکر کی قیادت کر رہے تھے۔ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے حضرت ابوبکر صدیقؓ۔اس نکتے کو مزید کھولیں تو بات یوں ہے کہ قدیم زمانے میں لشکر کے تین حصے ہوا کرتے تھے۔ میمنہ یعنی لشکر کا دایاں بازو، میسرہ یعنی لشکر کا بایاں بازو اور قلب یعنی لشکر کا مرکزی حصہ۔قلب سپہ سالار کے پاس ہوا کرتا تھا، جبکہ میمنہ اور میسرہ کی قیادت دوسرے درجے کے سالاروں کے پاس ہوا کرتی تھی۔ایک اور اہم عہدہ ہوا کرتا تھا اور وہ تھا پرچم برداری کا۔آپ بدر میں میمنہ کے قائد حضرت زبیر بن العوامؓ کو دیکھیں، میسرہ کے سالار مقداد بن اسودؓ کو دیکھیں یا پھر پرچم بردارانِ لشکر حضرت مصعب بن عمیرؓ اور شیر خدا حضرت علیؓ ہوں، اسی طرح اُحد کے معرکے میں میمنہ کے سالار منذر بن عمرو، میسرہ کے قائد زبیر بن عوام اور علمدار حضرت مصعب بن عمیر، یہ تمام کے تمام نوجوان اور چالیس سال سے کم عمر کے کڑیل شہ سوار تھے۔ظاہر ہے کہ دونوں جنگوں میں لشکروں کی قیادت قلب میں موجود سرکارِ دو عالم ﷺ کر رہے تھے۔ جنگ بدر کا ہم ذکر کر چکے کہ نبی کریمؐ کے ساتھ بطورِ مشیر حضرت ابوبکر صدیقؓ موجود تھے، جبکہ احد کے معرکے میں بھی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں سالارِ لشکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ قلب میں موجود رہے۔

جب ہم یہ نتیجہ اخذ کر چکے کہ بدر و احد میں مسلمانوں کی مرکزی قیادت حضورؐ کے ہاتھ میں تھی، جبکہ ابوبکر و عمر مشیروں کی حیثیت میں مرکزی قیادت کے اردگرد موجود تھے، تو اب یہ نکتہ سمجھنا بھی بیحد اہم ہے کہ چاہے قدیم طرزِ جنگ ہو یا جدید، دو حقیقتیں مرکزی قیادت سے وابستہ رہتی ہیں۔ایک یہ کہ مرکزی قیادت شاذ و نادر ہی قتل ہوتی ہے اور دوسرا یہ کہ مرکزی قیادت مخالف فوج کے سپاہیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل بھی نہیں کر پاتی۔دونوں باتوں کی وجہ ایک ہی ہے۔دورِ جدید میں مرکزی قیادت کے دائرے میں آرمی چیف اور لیفٹیننٹ جنرلز آتے ہیں، جو چیف کے ساتھ کور کمانڈرز کی صورت میں افواج کی مجموعی قیادت سنبھالتے ہیں۔ان کے اردگرد مختلف دائرے ہوتے ہیں۔ایک دائرے میں میجر جنرلز، دوسرے میں بریگیڈیئرز، پھر درجہ بہ درجہ کرنلز، میجرز اور کیپٹنز وغیرہ جیسے آرمی چیف اور لیفٹیننٹ جنرلز عام طور پر قتل نہیں ہوتے، ویسے ہی یہ کسی مخالف سپاہی اور لشکر کو قتل بھی نہیں کر پاتے کیونکہ ان کے اور دشمن کے بیچ متعدد دائرے ہوا کرتے ہیں، جو مرکزی قیادت اور حریف افواج کے سپاہیوں کے براہ راست ٹکرانے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔قدیم دور میں بھی افواج کا یہی بندوبست ہوا کرتا تھا، مرکزی قیادت اپنے جنگی مشیروں سمیت قلب میں ہوا کرتی تھی، جبکہ اس کے اور دشمن کے درمیان میمنہ اور میسرہ حائل ہوا کرتے تھے۔اسی وجہ سے قلب میں موجود قیادت ایک طرف قتل ہونے سے محفوظ رہتی تھی تو دوسری جانب اسے دشمن کے لشکر مارنے کے مواقع بھی نہیں مل پاتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی طرح حضور نبی کریمؐ کے ہاتھوں بھی سوائے اُبی بن خلف کے، نہ تو احد میں کوئی کافر مارا گیا نہ ہی بدر میں ایسا کوئی واقعہ رونما ہوا۔اُبی بن خلف کا قصہ بھی یوں ہے کہ اس ناہنجار نے کسی اور سے لڑنے کی بجائے براہ راست نبی کریمؐ سے لڑنے کی خواہش ظاہر کی تھی، ورنہ حضورؐ کے ہاتھوں وہ بھی قتل نہ ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ مرکزی قیادت کے مشیروں میں شامل ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ان کی عمر چالیس سے تجاوز کر چکی تھی، چنانچہ اس زمانے میں ان کی شخصیت ریاست اور کاروبارِ سلطنت میں مزید اہمیت اختیار کرتی چلی گئی۔ اب سالارانِ لشکر کی نئی فہرست مرتب ہو رہی تھی، جس میں حضرت علیؓ موجود نہ تھے۔ حضرت خالد بن ولید، ابوعبیدہ بن جراح، یزید بن ابی سفیان، شرحبیل ابن حسنہ، عمرو بن العاص، نعمان بن مقرن، سعد بن ابی وقاص، ہاشم بن عتبہ اور مثنی بن حارثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ۔

چونکہ اب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم قیادت کے مرکزی دائرے میں آ چکے تھے، اس لیے نہ تو دورِ صدیقی میں وہ کسی اہم جنگی مہم کے سالار منتخب کیے گئے اور نہ ہی دورِ فاروقی میں انہیں کسی بڑی جنگ کی سالاری سونپی گئی۔ حالانکہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلم افواج کو روم اور فارس جیسی عظیم طاقتوں سے پالا پڑنے والا تھا۔ رومیوں کے خلاف یرموک میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت خالد بن ولید مسلم افواج کی قیادت کرتے نظر آتے ہیں، جبکہ ساسانی سلطنت یعنی اہلِ فارس کے خلاف قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور جنگِ نہاوند میں حضرت نعمان بن مقرن منصبِ سپہ سالاری پہ متمکن دکھائی دیتے ہیں۔ یہ تینوں معرکے اپنی اہمیت میں نہ صرف معرکہ ہائے بدر و اُحد سے کسی بھی طرح کم نہ تھے، بلکہ تاریخِ عالم کے چنیدہ ترین معرکوں میں سے تھے۔ کیونکہ جنگِ یرموک کے نتیجے نے مشرقِ وسطیٰ کی گھاٹیوں میں سلطنتِ روم کا سورج ہمیشہ کے لیے غروب کیا تھا۔ معرکہء قادسیہ نے ساسانی سلطنت کو سرزمینِ عرب پہ گھٹنے ٹیکنے پہ مجبور کیا تھا، جبکہ جنگِ نہاوند نے سرزمین فارس میں ساسانی حکومت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دیا تھا اسی لیے جنگِ نہاوند کو فتح الفتوح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ لطف کی بات کہ تینوں معرکوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نہ صرف سالارِ لشکر نہ تھے، بلکہ وہ ان جنگوں میں شریک ہی نہ تھے کیونکہ وہ اب وہ ایک فوجی قائد یا کمانڈر سے ترقی پا کر قیادت کے مشیر کا درجہ پا چکے تھے۔ چنانچہ وہ مدینہ میں بیٹھ کر قدم قدم پر مرکزی قیادت کو اپنے مشوروں سے نوازتے رہے۔ جنگِ نہاوند کی اہمیت کے پیشِ نظر جب حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا کہ وہ بہ نفسِ نفیس سرزمینِ فارس پہنچ کر ساسانی حکومت کے دل و دماغ سے پانچ ہزار سالہ تاریخ کا زعم دھوڈالیں تو یہ حضرت علیؓ ہی تھے جنھوں نے کہا تھا کہ امیر المومنین! آپ کی دارالخلافہ میں موجودگی بیحد اہم ہے۔ خدانخواستہ مرکزی قیادت کو میدانِ جنگ میں کسی قسم کا گزند پہنچا تو یہ ناقابلِ تلافی نقصان ہوگا، جہاں تک بات ہے میدانِ کارزار میں تجربہ کار قیادت کی تو اس کے لیے نعمان بن مقرن جیسے سالار ہی کافی ہیں۔ چنانچہ قیادت کی توقعات پہ پورا اترتے ہوئے حضرت نعمان نے نہاوند کی سرزمین پر ایران کی عظیم الشان سلطنت کے تار و پود ہمیشہ کے لیے بکھیر کر رکھ دیے تھے۔

نوٹ:۔ تحریر کا سبب ایک صاحب کا تبصرہ بنا، جن کا کہنا تھا کہ کسی (یعنی ابوبکر صدیق) کو والذین معہ اور کسی (حضرت عمر) کو اشداء علی الکفار کا مصداق قرار دیا جاتا ہے، حالانکہ ان کے ہاتھوں سے ایک کافر بھی نہ مرا، جبکہ یہ کارنامہ حضرت علیؓ کے حصے میں آیا۔ یہی نکتہ الفاظ بدل کر ہر سال اٹھایا جاتا ہے اور بات بھی بظاہر دِکھنے میں تگڑی لگتی ہے، مگر اس تحریر کے بعد امید ہے کہ اس نکتے کی کجی واضح ہوگئی ہوگی۔

عطاء محمد جنجوعہ

سیدہ فاطمہ راضیہ رضی اللہ عنہا بہ فرمان نبوی

خاتم النّبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم تھیں۔ جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبوت کے دوسرے سال پیدا ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام فاطمہ رکھا۔ فاطمہ کے معنی باز رہنے والی۔ چونکہ آپ نے اللہ اور اُس کے رسول کی خاطر خود کو دنیوی راحت، تن آسانی، عیش وعشرت سے باز کیے رکھا اور تنگی و تکلیف کو ہنسی وخوشی سے برداشت کیا۔ اس لیے ان کا نام فاطمہ اسم بامسمٰی ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے کئی القاب ہیں ان میں سے راضیہ بھی تھا یعنی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر حال میں خوش بخوش اور راضی رہنے والی خاتون۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی اور لاڈلی بیٹی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں گود میں بٹھاتے اور کبھی اٹھا کر لیے پھرتے، جب جھولے میں ڈالتے تو لوری میں اللہ کی وحدانیت اور صفات کا ذکر فرماتے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں شرم وحیا کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا بچپن میں ہی پردہ میں رہنے لگیں۔ گفتگو میں بڑی متانت تھی حافظہ بلا کا تھا جو بات ایک دفعہ سن پاتیں دماغ میں نقش ہو جاتیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو برس کی تھی کہ اُن کی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا فوت ہوگئیں۔ اس کے بعد اپنے والد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تربیت پائی۔ آپ رضی اللہ عنہا جملہ اعمال وخصائل میں اپنے مقدس باپ کا نمونہ بن گئیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نہایت صالح متقی فرماں بردار تھیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی کرتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے تھے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہ لیتے صبر وقرار نہ آتا تھا۔

سیدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر اعلان نبوت فرمایا تو قریش مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہو گئے وہ اُن کو کوئی تکلیف دیتے تو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سخت بے چین ہو جاتیں۔ ایک دفعہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں نماز ادا کر رہے تھے قریب ہی سرداران قریش مکہ کی محفل لگی ہوئی تھی۔ اسلام کے بدترین دشمن ابو جہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھ کر غضب ناک ہو گیا۔ اس کے کہنے پر عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھری اٹھا لایا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو فوراً آپ کی پیٹھ پر رکھ دی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع ہوئی تو سنتے ہی بے چین ہو گئیں۔ دوڑتی ہوئی بیت اللہ پہنچیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا تو تڑپ اٹھیں اور پیٹھ سے اوجھری ہٹا کر پھینکی تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا پھر تین بار فرمایا اے اللہ! تو اُن کو

پکڑ لے۔ سب کے سب غزوہ بدر میں مقتول ہوئے۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو اُن کا نکاح سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ وہ بھی بچپن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض یافتہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی جب کہیں تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں سیدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا سے رخصت ہوتے جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملتے۔ باپ بیٹی کے گھروں میں عموماً فاقہ رہتا تھا اگر باپ کے گھر میں کئی دفعہ روٹی نہ پکتی تو بیٹی کا چولہا بھی کئی کئی دن تک گرم نہ ہوتا تھا۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اللہ کی رضا پر راضی رہیں کبھی شکوہ نہیں کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے غمی وخوشی کے موقع پر اللہ سبحانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ مخبرِ صادق محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو سَیِدَۃُ نِسَآءِ أَھْلِ الْجَنَّۃ خواتین جنت کی سردار۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اتباع سنت کی مشتاق تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا دستور تھا کہ ہر کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتیں اور پیش آمدہ مسئلہ میں دریافت کرلیتیں کہ شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔

’’ایک بار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دونوں کم سن بچے (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) رو رہے ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا: یہ بچے بھوک سے روتے ہیں اور گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ سنتے ہی جناب سیدنا علی رضی اللہ عنہ باہر نکلے چند قدم ہی گئے تھے کہ ایک دینار کہیں سے مل گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ لے کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور بتایا کہ فلاں جگہ سے ملا ہے۔ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: فلاں یہودی کی دوکان پر جایئے اور اس کا آٹا خرید لایئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس دوکان پر پہنچے اور آٹا خریدا۔ دوکاندار اگرچہ یہودی تھا مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدت مند تھا پوچھنے لگا: ’’آپ انہیں کے داماد ہیں نا! جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! سچ کہتے ہو۔ اس نے کہا: پھر یہ دینار بھی لے جایئے اور آٹا بھی لے جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دینار دینے پر اصرار کیا مگر وہ نہ مانا جناب سیدنا علی رضی اللہ عنہ آٹا دے کر گھر آئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ اس یہودی نے بلا قیمت آٹا دیا ہے۔ سیدہ نے کہا: آپ بازار جایئے اور اس سے ایک درہم کا گوشت لے آیئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گوشت لائے تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے کھانا تیار کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کھانے پر بلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ کہنے کا مطلب یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے جائز قرار دیں تو اسے ہم کھائیں ورنہ نہ کھائیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھالو تو پھر لقمہ منہ میں ڈالا۔‘‘ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۱۷۱۶)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کا کام کاج اپنے ہاتھ سے کر کے خوشی محسوس کرتیں۔ چکی پیس پیس کر آپ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو احساس ہوا۔

''ایک دفعہ آنحضور ﷺ کے پاس کچھ خادم آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ذرا حضور ﷺ تک جاؤ اور ایک خادم طلب کرو تم بھی کام کاج کرتی تنگ آ گئی ہو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دربار نبوی میں حاضر ہوئیں مگر شرم کے مارے کچھ عرض نہ کر سکیں۔ دوسرے دن سرکار عالم ﷺ خود اُن کے گھر تشریف لے گئے پوچھا: بیٹی! کل کیوں آئی تھی اور کیا کام تھا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خاموش رہیں مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے۔

حضور ﷺ! چکی پیس پیس کر ان کے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں اور پانی اٹھا اٹھا کر گردن پر نشان ابھر آئے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ کے پاس کچھ خادم دیکھے تھے اور میں نے بھی ان سے کہا تھا کہ آپ کے پاس جا کر خادم/ خادمہ مانگ لیں۔ حضور ﷺ نے خدمت گار دینے کی بجائے فرمایا:

''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا اللہ سے ڈر اور پرہیز گار بن اپنے رب کے فرائض ادا کر اور اپنے کنبہ کے اعمال کو اپنا دستور بنا اور جب سونے کے لیے بستر پر لیٹے تو سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمدللہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ عمل وہ ہے جو تیرے لیے خادم سے بدرجہا بہتر ہے۔'' (سنن ابی داؤد، حدیث: ۲۹۸۸، ماخوذ سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا مؤلف عبدالمجید سوہدروی)

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کھانا نہیں کھایا جب تک نبی کریم ﷺ نے اجازت نہیں دی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی قناعت کی یہ کیفیت یہ تھی کہ انہوں نے خادمہ کے نہ ملنے پر رنج کا اظہار نہیں کیا بلکہ نبی اکرم ﷺ کی زبان اقدس سے خادمہ کی بجائے وظیفہ سن کر اللہ کی رضا پر رضامندگی کا اظہار کر لیا۔ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جس نے دنیا اور علائق دنیا سے دل نہیں لگایا۔ اُن کے بارے میں گمان کرنا کہ وہ باغ فدک کے مطالبہ پر نبی کریم ﷺ کا فرمان ''لا نورث ما ترکنا صدقة'' (صحیح البخاری: ۳۰۹۳) سن کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئیں۔ یہ نظریہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صفت اتباع پر ناپاک جسارت ہے۔

حدیث فدک میں ''قال فهجرت فلم تكلمه حتى ماتت'' میں ''قال'' ظاہر کر رہا ہے کہ یہ فقرہ حدیث کی راوی سیدہ عائشہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا فرمان نہیں بلکہ اس کا ذکر کرنے والا مرد ہے۔ پس اس روایت میں ترک گفتگو اور ناراضگی کے الفاظ وہ امام ابن شہاب زہری کے کسی شاگرد کے ہیں۔ جس نے لم تتکلم سے قیاس کر کے فهجرت یا غضبت کا لفظ زیادہ کر دیا۔ جس طرح حضور ﷺ کی خلوت نشینی سے لوگوں نے قیاس کر لیا کہ آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے حالانکہ قطعاً ایسا نہ تھا۔ درحقیقت لم تتکلم کا مقصد یہ تھا کہ سیدہ فاطمہ راضیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا فرمان سن کر راضی ہو گئیں تو انہوں نے اس معاملہ میں مزید گفتگو نہ فرمائی۔

ذخیرہ احادیث میں کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی زبان اقدس سے باغ فدک نہ ملنے

پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے غصہ کا اظہار کیا ہو۔ بلکہ اہل بیت عظام عہد نبوی کی طرح باغ فدک کی آمدنی سے بقدر ضرورت حصہ لیتے رہے۔ مولانا محمد عبدالحمید تونسوی نے ''ارشاد علی'' ص ۵۹ میں تحریر کیا ہے کہ لفظ فدک کی توضیح امام شارح ابن ابی الحدید نے نقل کی ہے:

''كَانَ أَبُوبَكْرٍ يَأْخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ إِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيهِمْ وَيُقَسِّمُ الْبَاقِي وَكَانَ عُمَرُ كَذَالِكَ ثُمَّ كَانَ عُثْمَانُ كَذَالِكَ ثُمَّ كَانَ عَلِيٌّ كَذَلِكَ.'' (شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید: ۲/ ۲۹۶، ایضاً: ۴/ ۱۱۱ طبع بیروت)

''یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ فدک کا غلہ لے کر جس قدر اہل بیت نبوی کی ضرورت کو کافی ہوتا ان کی طرف بھیجوایا کرتے تھے اور باقی آمدن کو دوسرے ضرورت مندوں اور حقداروں میں تقسیم کرتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح تقسیم کرتے تھے پھر عثمان رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح تقسیم کرتے تھے پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح تقسیم کرتے تھے۔''

غیر جانبدار صاحبان کو دعوت فکر ہے کہ فدک کے غلہ سے اہل بیت کا بقدر ضرورت حصہ لے لینا رضامندگی کی علامت ہے یا ناراضگی کی؟

سیدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے فرمان نبوی ''لا نورث ما ترکنا صدقة'' سن کر تردید نہیں فرمائی بلکہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی تائید کا انکار نہیں کیا۔ فریق ثانی کی تشفی کے لیے نہایت معتبر کتاب اصول کافی کی روایت پیش خدمت ہے:

''قال رسول اللّٰہ : ان العلماء ورثة الانبياء وأن الأنبياء لم يورثها دينار او درهما ولكن أورثوا العلم فمن أخذ منه أخذ بحظ وافر.'' (اصول كافي، كتاب العلم)

''علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں، انبیاء کسی شخص کو درہم و دینار (سونا چاندی) کے وارث نہیں بناتے لیکن وہ علم دین کے وارث بناتے ہیں پس جس نے علم (دین) حاصل کیا اس نے (ان کی وراثت سے) حظ وافر پالیا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا فانی سے کوچ کر کے رفیق اعلیٰ سے جا ملے تو اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی زندہ تھیں تاہم دیگر ازواج مطہرات تو موجود تھیں وہ بھی شرعی لحاظ سے حق دار تھیں۔ چنانچہ فریق ثانی مستند حوالہ سے ثابت کرے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا و دیگر ازواج مطہرات کو وراثت سے حق دیا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا۔ بصورت دیگر آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حق تلفی نہیں ہوئی پس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی پیروی کی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی فرمان نبوی سن کر

راضی ہوگئیں اور آئندہ اس معاملہ پر گفتگو نہ فرمائی۔

سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے غزوات میں شجاعت کے جوہر دکھائے۔ شیخ محمد حسین نجفی نے تحریر کیا ہے:

''آپ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) نہ کسی مقابلہ میں خائف ہوئے اور آپ کبھی کثرت سپاہ کو نگاہ میں لائے تن تنہا ہزاروں کا مقابلہ کیا اور فتح یاب رہے۔'' (اثبات الامامت، ص ۱۱۵)

شیخ سید شریف رضی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے:

''وَلَعَمْرِی مَا عَلَیَّ مِنْ قِتَالِ مَنْ خَالَفَ الْحَقَّ وَخَابَطَ الْغَیَّ مِنْ إِدْهَانٍ وَلَا إِیْهَانٍ.''

(نهج البلاغه عربی، جز ۱/ ۴۲، خطبه ۲۴)

''(حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا) مجھے اپنی زندگی کی قسم! میں حق کے خلاف چلنے والوں اور گمراہی میں بھٹکنے والوں سے جنگ میں کسی قسم کی رورعایت اور سستی نہیں کروں گا۔''

(نہج البلاغہ مترجم اردو، ۱۴۸، از مفتی جعفر حسین مطبوعہ لاہور)

فریق ثانی کے بقول سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق غصب کیا یا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اذیت پہنچائی تو قابل غور پہلو ہے کہ مخالفین حق سے لڑنے کا عزم کرنے والے اور تن تنہا ہزاروں کا مقابلہ کرنے والے حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی ذوالفقار حرکت میں کیوں نہ آئی؟

سیدہ فاطمہ زکیہ رضی اللہ عنہا خاوند کی وفا شعار خاتون تھیں وہ اُن کی اجازت کے بغیر گھر کی دہلیز سے باہر قدم نہ رکھتی تھیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اطلاع کی اور اجازت دی تو پھر آپ رضی اللہ عنہا خادمہ کا مطالبہ کرنے کے لیے اپنے والد (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اسی طرح سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے بیعت خلافت کے دسویں دن بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں قاصد بھیج کر ورثہ طلب کیا۔

پس انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق تسلیم کیا تھا تو حق طلب کیا۔ فریق ثانی کے بقول سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زبردستی خلافت پر قبضہ کیا ہوتا تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غاصب کے پاس قطعاً نہ بھیجتے۔

مذکورہ وضاحت کے باوجود فریق ثانی اصرار کرے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مطالبہ پر باغ فدک نہ دے کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حق تلفی کی ان کے بعد سیدنا عمر و سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما نے بھی حق نہیں دیا۔

اہل سنت اور اہل تشیع ہر دو فریق کا اس پر اتفاق ہے کہ خلیفہ وقت یا امام کی ذمہ داری ہے کہ وہ وراثت کو حق داروں میں صحیح طریقہ سے تقسیم کرے۔

قابل غور معاملہ ہے کہ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وراثت سے حق نہیں دیا اور سیدنا عمر و سیدنا

عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کو نہیں دیا تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں باغ فدک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کو کیوں نہیں واپس کیا؟

شبہ: فریق ثانی نے اس کا جواب دیا ہے کہ ہمارے امام ششم جعفر صادقؒ کا قول ہے:

''ہم آل محمد کا یہ مزاج ہے کہ ہم سے جو چیز ظلماً چھین لی جائے ہم دوبارہ اس پر اختیار نہیں کرتے کہ ظالم کی سزا میں کمی نہ ہو جائے۔''

ازالہ: امام جعفر صادقؒ کے اس قول سے واضح ہو گیا چونکہ باغ فدک کو ظلماً غصب کیا گیا اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اس کو واپس نہیں لیا۔ فریق ثانی کا ہی دعویٰ ہے کہ خم غدیر کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ''مَنْ كُنْتُ مَوْلَا فَعَلِي مَوْلَا'' (خصائل علی نسائی: ۸۵) کہہ کر خلافت کا حق دار بنایا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس پر زبردستی قبضہ کر لیا۔

خلفاء ثلاثہ یکے بعد دیگرے اس پر قابض رہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تقریباً پچیس سال گزرنے کے بعد ظلماً غصب کی ہوئی خلافت کیوں حاصل کی؟ قابل غور پہلو ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے غصب کی ہوئی خلافت حاصل کر لی لیکن ظلماً حاصل کیا ہوا باغ فدک حسنین کریمینؓ سمیت دیگر اہل بیت کو منتقل کیوں نہ کیا؟

خلاصہ کلام: یہ ہے کہ سیدہ فاطمہؓ نے خود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی خاطر دنیوی راحت سے باز رکھا اور تنگی و تکلیف کو ہنسی وخوشی برداشت کیا۔ اُن کے بارے یہ نظریہ رکھنا کہ وہ باغ فدک کے مطالبہ پر نبی کریمؐ کا فرمان سن کر ناراض ہو گئیں۔ یہ سیدہ فاطمہؓ کی سیرت اور اسم بامسمّٰی کے منافی عمل ہے۔ درحقیقت سیدہ فاطمہ زکیہؓ نبی کریمؐ کا فرمان سن کر راضی ہو گئیں اور راضیہ کے لقب سے مزین رہیں۔ یہی اقرب الی الحق ہے۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

مولانا ابو ریحان عبدالغفور سیالکوٹیؒ (قسط نمبر:1)

عقیدۂ ایصالِ ثواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں

یہ فتنوں کا دور ہے، جہاں نت نئے فتنے پیدا ہو رہے ہیں وہاں بعض وہ پرانے فتنے بھی سر اٹھا رہے ہیں جو صدیاں ہوئیں اپنی موت آپ مر چکے تھے، ایسے فتنوں میں سے ایک فتنہ ایصال ثواب کا انکار ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں اہل السنۃ والجماعۃ سے ہٹ کر ایک فرقہ ''معتزلہ'' نامی پیدا ہوا تھا، ان پر عقلیت کا غلبہ تھا، قرآن وحدیث کی باتوں میں اپنی عقل کے ترازو میں تولنے کے عادی تھے، دین کی جو بات ان کی عقل پر پوری اترتی اس کو مانتے اور جو ان کی عقل میں نہ آتی اس کا انکار کر دیتے یا اس میں بے جا، دور از کار تاویلیں گھڑنے لگ جاتے تھے، جس کی وجہ سے وہ بہت سے عقائد ونظریات میں جادۂ حق سے بھٹک کر بہت دور جا پڑے تھے، ان کے خلافِ حق اعتزالی عقائد ونظریات میں سے ایک غلط نظریہ ''ایصالِ ثواب'' کا انکار بھی تھا وہ قرآن کی آیت

''وان لیس للانسان الاماسعی''

کے حوالے سے کہا کرتے تھے: ''ہر آدمی کو اس کا اپنا عمل ہی کام آتا ہے کسی دوسرے کا عمل کام نہیں آتا، لہٰذا کسی زندے کا کوئی نیک عمل کر کے اس کا ثواب کسی مردے کو ہدیہ کرنا، قرآن کے خلاف ہے''۔

اہل السنۃ والجماعۃ نے اس فتنے کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا، اس کے سامنے بھی سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے تھے اور قرآن وحدیث سے ایصال ثواب کے برحق ہونے پر مضبوط اور ٹھوس دلائل دیئے تھے، جس کے نتیجہ میں یہ فتنہ بھی دیگر فتنوں کی طرح اپنی موت آپ ہی مر گیا تھا، لیکن آج کل کے عقل پرست پھر اس فتنے کو ہوا دے رہے اور بڑی شد ومد کے ساتھ اعتزالی عقائد ونظریات کا پرچار کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایصال ثواب کے مسئلہ میں بھی یہ لوگ اسی راہ پر چل رہے ہیں جس پر کبھی معتزلہ چلے تھے، اس مسئلہ میں ان لوگوں کا استدلال، طرز استدلال اور سوچ کا انداز بعینہ وہی ہے جو معتزلہ کا تھا۔ ایصال ثواب کا اسی طرح انکار کیا اور اس کو قرآن کے خلاف بتلا یا رہے ہیں، جس طرح معتزلہ نے اُس کا انکار کیا اور اس کو قرآن کے خلاف بتلایا تھا۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ایصال ثواب کا عقیدہ نہ قرآن کے خلاف ہے اور نہ حدیث کے، بلکہ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے، آئندہ صفحات میں اسی کا ثبوت قرآن و حدیث سے پیش کیا گیا ہے، جس سے یہ حقیقت، ان شاء اللہ، روز روشن کی طرح خوب اچھی طرح واضح ہو جائے گی۔

اس رسالہ کی طباعت واشاعت بھی ''مرد اور عورت کی نماز میں فرق'' والے رسالے کی طرح برادرم حضرت

مولانا حسن الرحمٰن عبداللہ اور حضرت مولانا مفتی شکیل احمد صاحب مدرس ومفتی جامعہ فریدیہ کی مرہون منت ہے۔
اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو بھی اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر عوام الناس کے لیے مفید اور میرے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین

ابوریحان سیالکوٹی

۱۸/صفر۱۴۲۲ھ

عقیدہ ایصالِ ثواب
قرآن وحدیث کے روشنی میں

ایصالِ ثواب کا معنی ہے اپنے کسی نیک عمل کا ثواب کسی مومن مسلمان کو ہدیہ کرنا۔ جن نیک اعمال کا ثواب کسی مسلمان کو ہدیہ کیا جاسکتا ہے، ان کی تعیین وتفصیل میں تو اگرچہ ائمہ مجتہدین کے مابین کچھ اختلاف ہے۔ لیکن نفس ایصالِ ثواب کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے، بلکہ تمام اہل السنۃ کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے کسی نیک عمل کا ثواب کسی مسلمان کو ہدیہ کرے تو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے وہ ثواب اس کو پہنچا دیتے ہیں، اور ایصالِ ثواب کا برحق ہونا کتاب اللہ سے بھی ثابت ہے اور سنت رسول اللہ سے بھی، ملاحظہ ہوں بالترتیب پہلے قرآنی اور پھر حدیثی دلائل۔

قرآنی دلائل:

1۔ اللہ تعالیٰ اولاد کو اپنے ماں باپ کے لیے دعا کرتے رہنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''قل رب ارحمهما كما ربيني صغيرا'' (بنی اسرائیل:۲۴)

ترجمہ: یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں (ماں باپ) پر رحمت فرما جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اولاد کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگتے رہا کریں، اور یہ حکم ماں باپ کی صرف حیات تک کے لیے ہی نہیں بلکہ از وفات تک کے لیے بھی ہے، اور ظاہر ہے کہ اولاد کی دعا کا ماں باپ کو فائدہ پہنچتا ہے تبھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔ ورنہ اگر یہ دعا بے فائدہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کا حکم قطعاً نہ دیتے بلکہ اگر کوئی از خود بھی یہ دعا کرتا تو اس کو بھی منع فرما دیتے تھے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک منافق کی نماز جنازہ پڑھائی تو اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لیے ایسا کرنے سے منع فرما دیا:

ولا تصل على احد منهم مات ابدا (التوبہ:۸۴)

ترجمہ:......اور ان میں سے کوئی مرجائے تو اس پر کبھی نماز نہ پڑھ اور نہ (دعا واستغفار کے لیے) اس کی قبر پر کھڑا ہو۔

اسی طرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کے لیے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے فوت شدہ مشرک رشتہ داروں کے لیے دعا واستغفار کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا:

''ماكان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولى قربى''

ترجمہ: نبی کو اور مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگر چہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

لیکن یہاں آیت زیر بحث دو میں اللہ تعالیٰ، اولاد کو اپنے ماں باپ کے لیے دعا استغفار سے منع کرنے کی بجائے اس کا حکم دے رہے ہیں، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مومن ماں باپ کو اولاد کی دعائے مغفرت ورحمت کا فائدہ پہنچتا ہے۔

2۔ پھر جس طرح اولاد کی دعا کا فائدہ ماں باپ کو پہنچتا ہے، اسی طرح ماں باپ کی نیکی کا فائدہ اولاد کو بھی پہنچتا ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام نے جس گرتی دیوار کو سیدھا کیا تھا اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینة وکان تحته کنز لهما وکان ابوهما صالحا فاراد ربک ان یبلغا اشد هما ویستخرجا کنزهما رحمة من ربک" (الکہف:۸۲)

ترجمہ: اور رہی دیوار! سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جو اس شہر میں ہیں اور اس دیوار کے نیچے ان کا کچھ مال مدفون تھا اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا سو آپ کے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جاویں اور اپنا دفینہ نکال لیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم ومغفور اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے زیر عنوان "والد کی نیکی کا فائدہ اولاد کو بھی پہنچتا ہے"

لکھتے ہیں:

"**وکان ابوهما صالحا**" اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یتیم بچوں کے لیے مدفون خزانے کی حفاظت کا سامان بذریعہ حضرت خضر علیہ السلام اس لیے کرایا گیا تھا کہ ان یتیم بچوں کا باپ کوئی مرد صالح، اللہ کے نزدیک مقبول تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد پوری کرنے اور اس کی اولاد کو فائدہ پہنچانے کا یہ انتظام فرمایا۔ محمد بن منکدرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک بندے کی نیکی اور صلاحیت کی وجہ سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد اور اس کے خاندان اور اس کے آس پاس مکانات کی حفاظت فرماتے ہیں۔ (تفسیر معارف القرآن ج:۵ص۶۱۰)

3۔ رہا باپ کی نیکی کا اولاد کو اخروی فائدہ؟ تو اس کا ذکر قرآن کریم یوں کرتا ہے:

والذین آمنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنا بهم ذریتهم وما التنهم من عملهم من شیءٍ (الطّور:۲۱)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا ساتھ دیا، ہم ان کی اولاد کو بھی (درجہ میں) ان کے ساتھ شامل کر دیں گے اور ہم ان کے عمل میں سے کوئی چیز کم نہ کریں گے۔

دیکھئے ماں باپ کی نیکی کا فائدہ آخرت میں اولاد کو پہنچ رہا ہے کہ باوجود اس کے کہ اولاد عمل میں اپنے ماں باپ کے رتبے کو نہیں پہنچی لیکن ماں باپ کی نیکی کی وجہ سے جنت میں درجہ ان کو ماں باپ والا ہی مل رہا ہے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس موضوع سے متعلق احادیث نقل کر کے لکھتے ہیں:

"هذا فضله تعالیٰ علی الابناء ببر کة"(تفسیر ابن کثیر ج:۴ص:۲۴۲)

ترجمہ: یہ اولاد پر اللہ تعالیٰ کی برکت سے۔

ازالۂ شبہ:

یہاں کسی کو یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ ماں باپ کو تو اولاد کی دعا اور نیکی کا فائدہ وثواب اس لیے پہنچتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کی پیدائش کا ظاہری سبب ہوتے ہیں، اور اولاد گویا ان کی اپنی ہی کمائی ہوتی ہے، اور اپنی کمائی کا فائدہ اور ثواب تو پہنچتا ہے لیکن جہاں یہ رشتہ نہ ہو وہاں کسی ایک کی دعا و نیکی کا فائدہ کا ثواب پہنچنا صرف ماں باپ اور اولاد کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر مؤمن ومسلمان کے لیے عام ہے، جو کوئی بھی مؤمن ومسلمان اپنے کسی نیک عمل کا ثواب جس کسی بھی مؤمن ومسلمان کو ہدیہ کرے وہ اس کو پہنچتا ہے، چنانچہ ابھی گزرا کہ ماں باپ کی نیکی کا فائدہ اولاد کو دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں پہنچتا ہے، حالانکہ اگر سبب ہوتے ہیں تو ماں باپ اولاد کی پیدائش کا ہوتے ہیں، اولاد ماں باپ کی پیدائش کا سبب نہیں ہوتی، اسی طرح اگر کمائی ہوتی ہے تو اولاد، ماں باپ کی ہوتی ہے، ماں باپ، اولاد کی کمائی نہیں ہوتے، لیکن اس کے باوجود ماں باپ کی بھی نیکی کا فائدہ اولاد کو پہنچتا ہے، اس سے یہ بات بخوبی سمجھ آسکتی ہے کہ ایک کے نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچنا صرف اپنی کمائی اور تعلقِ سببیت کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ عام ہے جیسا کہ دلائل ذیل سے بھی ان شاءاللہ معلوم ہوگا۔

۴۔ آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قرآن میں یوں منقول ہے:

"رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین والمومنات". (نوح:۲۸)

ترجمہ: اے میرے رب بخش دے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور اس کو جو میرے گھر میں داخل ہوا ایمان کی حالت میں اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو۔

دیکھئے حضرت نوح علیہ السلام نے صرف اپنے والدین اور اہل خانہ کے لیے دعائے مغفرت نہیں کی بلکہ ان کے ساتھ ساتھ قیامت تک آنے والے تمام مؤمن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی کی ہے، اور قیامت تک آنے والے مؤمن مرد اور عورتیں نہ تو بلاواسطہ ان کی کمائی ہیں اور نہ آپس میں براہ راست کوئی تعلق ولادت ہی ہے لیکن اس کے باوجود ان مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو اس دعا کا فائدہ یقیناً پہنچتا آیا ہے، اور ان شاءاللہ پہنچتا رہے گا، ورنہ اللہ تعالیٰ ان کو اس دعا سے بھی ایسے ہی منع فرما دیتے جیسے ان کے کافر بیٹے کنعان کے حق میں دعا کرنے سے ان کو منع فرما دیا تھا۔

(دعا ہے کہ اللہ غفار وستار، حضرت نوح علیہ السلام کی اس دعا کی برکت سے اس عاصی وخاطی راقم الحروف عبدالغفور کو بھی اپنی رحمت وکرم سے مغفور کر کے بدون تعذیبِ دنیوی واُخروی اپنی رضاء کرامت کے محل میں پہنچا دے۔(وما ذالک علی الله بعزیز . انه سمیع قریب مجیب الدعوات)

۵۔ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی یہ دعا تو ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے

"رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب" (ابراہیم: ۴۰،۴۱)

ترجمہ: خداوند! مجھے نماز قائم رکھنے والا بنا دے اور میری نسل کو بھی (اس کی توفیق دے) میرے رب میری دعا قبول فرمالے، پروردگارا! جس دن (اعمال کا) حساب ہو اس دن مجھے اور میرے ماں باپ کو اور اپنے ایمان والے سب ہی بندوں کو بخش دے۔

اپنی اس دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی جہاں اپنے لیے اور اپنے والدین کے لیے مغفرت کی دعا کی ہے وہاں عام مومنین کے لیے بھی کی ہے، ظاہر ہے کہ عام مومنین کو اس دعا کا فائدہ تھا، تبھی تو انہوں نے ان کو اپنی دعا میں شامل کیا، ورنہ اوّل تو وہ ان کو شامل ہی نہ کرتے اور اگر کرلیا تھا تو جیسے آزر کے لیے دعائے مغفرت سے اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منع کر دیا تھا، مومنین کے لیے دعا سے بھی منع کر دیتے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"فاعلم انه لااله الا الله واستغفر لذنبک وللمومنین والمؤمنات" (محمد: 19)

ترجمہ: سو تو جان لے کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور معافی مانگ اپنی خطا کی اور ایمان دار مردوں اور عورتوں کے لیے (بھی)۔

نیز حکم دیا کہ:

۷۔ وصل علیهم ان صلوتک سکن لهم۔ (التوبہ: ۱۰۳)

ترجمہ: اور دعا دے ان کو بے شک تیری دعا ان کے لیے تسکین ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ مؤمنین ومؤمنات کے لیے استغفار کریں، ان کو دعا دیں کہ آپ کی دعا اس کے لیے باعثِ تسکین ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعا استغفار اگر مومنین ومؤمنات کے لیے مفید نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حکم ہرگز نہ دیتے اور نہ اس کو مسلمانوں کے لیے اطمینانِ قلب کا باعث بتلاتے۔

دیکھئے اس میں دعا واستغفار تو ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی، اور فائدہ اس کا پہنچ رہا ہے ان مؤمنین اور مؤمنات کو جو نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی کمائی ہیں اور نہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود با جود کا سبب ہی ہیں، بلکہ سبب وجود تو نہ صرف کل مؤمنین ومؤمنات بلکہ ساری کائنات کے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۸۔ مال فئی کے مستحقین میں سے مہاجرین وانصار کرام علیہم الرضوان کا ذکر کر کے ان کے بعد قیامت تک آنے والے مستحقین کا اللہ تعالیٰ یوں ذکر فرماتے ہیں:

والذین جاؤوا من بعدهم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان (حشر: ۱۰)

ترجمہ: اوران لوگوں کا (بھی مالِ فئی میں حق ہے) جوان (مہاجرین وانصار) کے بعد آئے (یا آویں گے) جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔

غور فرمایئے! ان بعد والوں کی اپنے سے پہلے والوں کے لیے دعائے مغفرت اگر بے فائدہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کو مقام مدح اور بیانِ استحقاق میں ذکر نہ فرماتے، اللہ تعالیٰ نے جس سیاق وسباق اور جس انداز سے بعد والوں کا ذکر کیا ہے، اس کا مقتضیٰ ومفاد یہی ہے کہ بعد والوں کی دعائے مغفرت کا فائدہ پہلوں کو پہنچتا ہے۔

۹۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ فرشتے اہل ارض کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے

والملٰئکة یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض" (شوریٰ :۵)

ترجمہ: اور فرشتے اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں اور اہل زمین کے لیے بخشش مانگتے ہیں۔

۱۰۔حملۃ العرش، توبہ کرنے والوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی وہ دعائیں قرآن میں یوں ذکر فرمائی ہیں۔

الذین یحملون العرش و من حوله یسبحون بحمد ربھم ویومنون به ویستغفرون للذین آمنو ا ربنا وسعت کل شیءٍ رحمة وعلما فاغفرللذین تابوا واتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم، ربنا وادخلھم جنت عدنِ التی وعدتھم ومَن صلح مِن آباء ھم و ازواجھم و ذریاتھم انک انت العزیز الحکیم، وقھمُ السیئاتِ و مَن تق السیئات یومئذ فقد رحمته و ذالک ھو الفوز العظیم .(مومن:۷تا۹)

ترجمہ: جو فرشتے عرش (الٰہی) کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اس کے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہتے ہیں، اوراس پر ایمان رکھتے ہیں، اور ایمان والوں کے لیے (اس طرح دعاو) استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تیری رحمت اور علم ہر چیز کو شامل ہے، سو معاف کر ان کو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا ان کو جہنم کے عذاب سے، اے رب ہمارے اور داخل کر ان کو ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے باغوں میں جن کا وعدہ کیا تو نے ان سے اور جو کوئی نیک ہو ان کے ماں باپ اور بیویوں اور اولاد میں، بے شک تو ہی ہے زبردست حکمت والا، اور بچا ان کو (قیامت کی) تکلیف سے اور جس کو تو نے بچا لیا اس دن کی تکلیف سے تو اس پر تو نے (بڑی) مہربانی کی اور یہ جو ہے، یہی ہے کامیابی بڑی۔

ان آیات میں حملۃ العرش فرشتوں کی ان لوگوں کے لیے جو کفر وشرک اور معاصی سے توبہ کرتے ہیں درج ذیل دعائیں ذکر ہوئی ہیں۔

الف......اے پروردگار! توبہ کرنے والوں کو معاف کردے، بخش دے۔

ب......ان کو جہنم کے عذاب سے بچا

ج......ان کو اوران کے ماں باپ، بیوی، بچوں میں سے جو نیک ہوں سب کو ہمیشہ ہمیشہ کی بہشتوں میں داخل فرما۔

د......ان کو قیامت کی تکالیف سے بچا۔

ھ......اس طرح ان کو اپنی مہربانی سے بہرہ مند فرما۔

و......اور کامیابی وکامرانی سے خورسند فرما۔

ظاہر ہے کہ حملۃ العرش مقرب فرشتوں کی ان دعاؤں کا فائدہ دنیا جہاں کے اہل ایمان واہل توبہ کو قیامت تک پہنچتا رہے گا۔ ورنہ اگر یہ دعائیں بے فائدہ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے مقرب فرشتوں کی زبانی اپنے قرآن میں فضیلت وبشارت کے طور پر ذکر نہ فرماتے۔

یہ مذکورہ بالا تمام قرآنی دعائیں وہ ہیں جو نبیوں، فرشتوں اور اہل ایمان کی طرف سے نہ صرف اپنے لیے بلکہ دوسروں کے لیے بھی کی گئی ہیں، اور بتایا جا چکا ہے کہ یہ دعائیں مہمل اور بے فائدہ نہیں ہیں بلکہ جن اہل ایمان واہل توبہ کے لیے کی جاتی ہیں ان کو بھی یقیناً انکا فائدہ پہنچتا ہے، ورنہ اگر یہ بے فائدہ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ خود ان کا حکم نہ دیتے ان کو خیر وبھلائی اور فضیلت وبشارت وغیرہ کے طور پر قرآن کریم میں ذکر نہ فرماتے، ان دعاؤں میں سعی دعا تو ایک کی ہے اور فائدہ دوسروں کو پہنچتا ہے۔

فائدہ: اور جاننا چاہیے کہ دعا عین عبادت بلکہ جوہر اور مغز عبادت ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"الدعاء هو العبادة"　　اور ایک دوسری حدیث میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا　"الدعاء مخ العبادة"

(دونوں کے لیے دیکھئے ترمذی ج:۲ص۱۹۵)

جب ایک کی دعا کا فائدہ از روئے قرآن دوسرے کو پہنچتا ہے، اور دعا از روئے حدیث عین عبادت اور مغز عبادت ہے تو اس حقیقت کو یوں بیان کرنا بھی بالکل صحیح ہوگا کہ ایک کی عبادت کا فائدہ دوسرے کو پہنچتا ہے۔

بلکہ اگر غور کیا جائے تو کسی ایک کے نیک عمل کا فائدہ کسی دوسرے کو، خصوصاً مردے کو تو پہنچتا ہی دعا کے ذریعہ سے ہے، کیونکہ جو کوئی اپنے کسی نیک عمل کا فائدہ کسی کو پہنچانا چاہتا ہے تو وہ نیک عمل کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا ہی کرتا ہے کہ یا اللہ میرے اس عمل کا ثواب فلاں کو پہنچا دے۔ الغرض، یہ کہا جائے کہ ''ایک مؤمن ومسلمان کی دعا کا فائدہ دوسرے مومن ومسلمان کو پہنچتا ہے'' یا یوں کہا جائے کہ ''ایک مومن ومسلمان کے نیک عمل یا عبادت کا فائدہ دوسرے مؤمن ومسلمان کو پہنچتا ہے'' دونوں ایک ہی حقیقت کی دو تعبیریں ہیں۔ مآل ومفاد دونوں کا ایک ہی ہے، اور ایک کی دعا یا عبادت کا فائدہ دوسرے کو پہنچنے کا ہی اصطلاحی نام ''ایصال ثواب'' ہے۔

(جاری ہے)

جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ (ناقل: فیصل اشفاق)　　(قسط نمبر:5)

اصحاب رسول علیہم الرضوان وخلافت راشدہ

مقام: جامعہ خیر المدارس، ملتان　　تاریخ:13/اپریل 1983ء

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی بیعت کے متعلق مجھ سے کچھ لوگوں نے پوچھا ہے میں صرف اس کا حوالہ دے کر بس کروں گا اور مجھے کچھ نہیں کہنا ہے۔ ''الامامة والسياسة'' ایک کتاب ہے۔ ہمارے دور کے بزرگ کہتے ہیں کہ وہ کسی رافضی کی لکھی ہوئی ہے، عام طور پر مشہور کیا گیا ہے کہ وہ ابن قتیبہ کی لکھی ہوئی ہے۔ چلو اسی کی لکھی ہوگی۔ جس کے متعلق بہت سارے مؤرخ تو خاموش ہیں اور خاموشی کی وجہ سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اہل سنت والجماعت کے فرد تھے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہمارے طبقے میں سے تھے تو الحمد للہ! اور اگر ہمارے حزبِ مخالف میں بھی ہوں، شیعوں میں سے بھی ہوں تو ہمیں اصولاً کوئی اعتراض نہیں کیونکہ جو بات وہ کہہ رہے ہیں وہ اتنی وزنی ہے کہ ہمارے حق میں جاتی ہے ہمیں ایسا شیعہ چاہیے۔ ہمیں ایسے شیعوں کی ضرورت ہے جو حق بولیں، حق سمجھیں، حق بات کا اقرار کریں اور حق کا اعلان کر کے ساتھ دیں۔ تو امام ابن قتیبہ بہت بڑے ادیب تھے، مؤرخ بھی تھے، ان کے مقالات مولوی فاضل کے کورس میں بھی شامل ہیں۔

انہوں نے اپنی کتاب کی جلد ایک صفحہ 198 مصر کا مطبوعہ میرے پاس کتاب موجود ہے۔ اس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔ جن کی قسمت میں نہیں تھا وہ چلے گئے۔ ہماری قسمت میں ہے، ہم سن رہے ہیں، سنا رہے ہیں۔ ٹیپ ریکارڈ والے محفوظ کرلیں کام آجائے گا کو بات ئیں نہیں ہے کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ یہ ہماری بے توجہی اور غفلت کا نتیجہ ہے کہ کام کی باتیں ہیں نہ ہمارے بولنے والے بولتے ہیں، نہ سننے والے سنتے ہیں۔ جعلی قصوں کی فرمائشیں ہیں کہ جعلی روایات کی بھرمار ہے، سچی باتیں لوگوں کو بتاؤ۔ ان کی غلط فہمیاں دور کرو۔ ان کے دل میں جو اعتراضات کے کانٹے ہیں وہ نکالو۔ صحابہ کا ڈیفنس کرو۔ موذیوں کا منہ توڑو۔ اسلام زندہ ہوگا۔ لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہوں گی۔ صحابہ سے بدگمانی دور ہوگی۔ رافضیت اور سبائیت کی لعنت خود بخود گھروں سے نکل جائے گی۔ کام کرنے سے ہوتا ہے اپنے آپ کچھ نہیں ہوتا۔

تو سوال یہ تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سن 53 ہجری کے اندر اپنی وفات سے تقریباً سات سال پہلے اپنے اکیلے نوجوان، عاقل، بالغ بیٹے یزید بن معاویہ کی جو بیعت لی وہ کیسے لی؟ یہ مختصر سا سوال ہے، لیکن بڑا طوفانی سوال ہے۔ اس وقت میں پوری تفصیل نہیں بیان کروں گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جو یہ قدم ہے اس کی شرعی حیثیت کا خلاصہ دو لفظوں میں عرض کروں گا۔ باقی یار زندہ محفل باقی۔

اس کے بارے میں ان کا اپنا ارشاد نقل کروں گا اور شیخ الصحابہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بتاؤں گا۔ یہ دو چیزیں بیان کر کے بس کر دوں گا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹے کی بیعت (ولی عہد) لیے ہوئے تین سال گزر گئے تھے۔ وفات سے چار سال پہلے دوبارہ تشریف لائے مدینہ منورہ میں، پہلی دفعہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ پیغام بھی بھیجا۔ پہلی دفعہ بیعت عامہ ہوئی، کوٹھریوں میں نہیں ہوئی، تہہ خانے میں نہیں ہوئی، مجمع عام میں ہوئی، سارے دمشق اور شام نے اعلانیہ بیعت کی۔ اس وقت مکہ و مدینہ میں 400 صحابہ تھے یا 700 تھے۔ کم از کم ساڑھے سات سو کے قریب صحابہ کا وجود علماء نے لکھا ہے۔ اب ایک ایک کا نام بتانا تو مشکل ہے۔ شام میں حضرت شرحبیل بن صنف کاتب الوحی صحابی موجود تھے۔ حضرت عمرو بن عاص کے فرزند ارجمند عبداللہ بن عمر کے ٹکر کے عابد و زاہد صحابی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عنفوانِ شباب میں صحابی بنے، عبداللہ بن عمرو وہ موجود تھے۔ خالد بن ولید کے فرزند ارجمند تابعی عبدالرحمٰن وہ موجود تھے۔ ضحاک ابن قیس فہری وہ موجود تھے۔ زاہدین صحابہ میں سے ابواُمامہ باہلی وہ موجود تھے۔ سید الزاہدین ابوالدرداء موجود تھے۔ بریدہ بن حصین موجود تھے۔ تفصیل نہیں موٹے موٹے بتا رہا ہوں۔ ارقم ابن ارقم موجود تھے۔ حضرت ابوبردہ اسلمی موجود تھے۔ یہ تو لمبی فہرست ہے۔ لوگوں کو غلط فہمی ہے۔ یہ حضرات موجود تھے۔ ان کے ہوتے ہوئے بیعت ہوئی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیعت جب لی ہے اس کے بعد دوبارہ بیعت لینے کے متعلق اپنا تاثر، اظہار خیال کیا ہے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے ممبر پر کھڑے ہو کر گویا کہ تصدیق چاہی عوام سے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں سچ ہے وہ جھوٹ تو نہیں؟؟ 53 میں بیعت لی۔ 56 میں دوسری تقریر۔ کتاب کا نام بھی نوٹ کر لیں کتاب کا نام ہے ''الامامت والسیاست'' جلد اوّل ہے صفحہ نمبر 198 مطبوعہ مصر ہے، امام ابن قتیبہ سنی ہو تو بھی، شیعہ بھی ہو تو بھی حسبنا وھوا المراد ہمیں تو ایسا شیعہ چاہیے کہ جو صحابہ کرامؓ کا ڈیفنس کرے، گالیاں نہ دے۔ ہم تو خوش ہیں۔ ہم تو مانتے ہیں کہ ایسے شیعہ ہوں کہ جن کے دلوں میں صحابہ کے بغض کی لعنت نکل جائے۔ تو ابن قتیبہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یا اھلَ الْمدینۃِ لَقَدْ ھَمَمْتُ بِبَیْعَۃِ یَزِیْد وَمَا تَرَکْتُ قَرْیَۃً وَلَا مَدرَۃً اِلَّا بَعَثْتُ اِلَیْھَا فِیْ بَیْعَتِہٖ

کہ لوگو! تمہیں یاد ہے کہ میں نے تین سال پہلے یزید کی بیعت کے لیے وفود بھیجے تھے۔ اور آپ یہ یاد رکھیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا جو جغرافیہ ہے 64 لاکھ مربع میل پر ان کی حکومت تھی۔ 35 لاکھ مربع میل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں تھا۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے دور میں جب بدقسمتی جب آپس میں جنگ ہوگئی، صحابہ تقسیم ہو گئے، تو جمل اور صفین کی جنگ کے بعد حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں یہ علاقے نہیں رہے۔ مصر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بہت حامی تھے۔ کوفے میں فوج تھی۔ خاندان موجود تھا۔ حامی تعداد

کم تھی۔ زیادہ فوج کوفے کی چھاؤنی میں تھی۔ کیونکہ وہ دارالخلافہ تھا۔ بصرہ میں بھی تھیں وہ بھی اس سے کم درجہ تھی۔ اہواز اور خراسان میں کچھ حامی موجود تھے۔لیکن علاقہ ہاتھوں سے نکلتا گیا۔ جب اختلاف رائے حدود سے بڑھ گیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قبضے میں زیادہ علاقہ تھا اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے قبضے میں بمشکل تین چار صوبے تھے۔ پونے پانچ سال یا پانچ سال اور چند دنوں کے خلافت ہے۔ پھر جو ترقی ہوئی تو پھر یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی ہے۔ ترقی رکی رہی۔ حدود فتوح پھر بڑھے۔ تو ابن کثیر نے لکھا ہے کہا ''**والحدودُ قائمةٌ**'' پھر حدود اللہ قائم ہوئیں، جس طرح پہلے ہوتی تھیں، ''**والجهاد جارٍ**'' ،اور جہاد جاری تھا۔ تھوڑے دنوں کے لیے آپس کی لڑائی کی وجہ سے رک گیا تھا۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے خلافت کا جب قصہ پیش آیا تو اس وقت میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے کچھ دن پہلے حضرت عثمان غنی کی بھیجی ہوئی فوج مکران کی حدود سے بلوچستان میں داخل ہو چکی تھی۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے وقت بلوچستان سے مکران میں پیش قدمی کر رہی تھی۔ اور کئی شہر انہوں نے فتح کیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب جھگڑے بڑھے تو پیش قدمی رک گئے۔ سندھ کی فتوحات کا دور شروع ہوا وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بنوامیہ کے دور میں شروع ہوا۔ پھر آدھے سے زیادہ یورپ اور سارا افریقہ، جزیرہ قبرص اور حضرت عثمان غنی کے دور کے بعد ترکی سے قسطنطنیہ کی دیواروں تک حضرت امیر معاویہ کے دور میں فتوحات ہوئیں، تو فرماتے ہیں **یا اهل المدينة!** فرمایا مدینے والو! تم میرے دوست ہو، صحابی رسول بھی ہو اور آپ کی اولاد تابعین بھی ہے۔ مجھے تصدیق چاہیے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر ایک بات بھی غلط ہوتی تو صحابہ کا بچہ بچہ اٹھ کر کہتا کہ **کذبت** تم جھوٹ بولتے ہو۔ صحابہ چپ ہونے والے نہیں تھے۔ لہذا کسی شخص کا یہ کہنا کہ صحابہ نے ڈر کر ایک بدمعاش کو اپنا پیرو مرشد بنا لیا یہ قابل قبول نہیں۔ ابن زیاد کے دربار میں (کوفے میں) جب قتل حسین رضی اللہ عنہ کی اطلاع ملی اور اس موذی نے تمام لوگوں کو طلب کیا تو حضرت ابو بردہ اسلمی اور حضرت ارقم بن ارقم بزرگ تھے اس وقت گورنمنٹ ہاؤس میں پہنچے اور یہ کہا کہ اے ابن زیاد! ''**لقد رایتُ بِعَيْنَيَّ رَأسِي**'' میں نے اپنے سر کی آنکھوں کے ساتھ دیکھا، جس ہونٹ پر تو چھڑی مار رہا ہے بدبخت۔ ''**قَدْ لَثِمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ**'' میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے لبوں سے اس کو چومتے تھے۔ ایک بوڑھا صحابی جس کی عمر 90 سال ہے۔ وہ ابن زیاد جیسے ظالم اور بدبخت کے سامنے حق کہنے سے نہیں چونکا۔ تو ساڑھے سات سو صحابہ مکے، مدینے میں چپ چاپ اس بدبخت کی بیعت کیسے کر سکتے تھے؟ ڈنڈے کے زور سے نہیں کی! وہ چپ رہنے والی قوم نہیں تھی! خدا نے ان کے حق پرستی کی، حق گوئی، اور حقانی ہونے کا اعلان فرما دیا۔ ''**هم المؤمنون حقا**'' اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مومن تو سچے ہیں ہی صحابہ رسول، باقی ان کی وجہ سے مؤمن تسلیم کر لیے جائیں گے۔ تو فرمایا کہ ''**یا اهلَ**

الْـمـدینۃِ لَقَدْ ھَمَمْتُ بِبَیْعَۃِ یَزِیْد“ تمہیں پتہ ہے کہ میں نے یزید کی بیعت کا ایک فیصلہ کیا۔ سب نے تصدیق کی۔ وَمَا تَـرَکْـتُ قَرْیَۃً وَلَا حَضِرَۃً “میں نے کوئی بستی، کوئی جگہ، کوئی کنواں اور کوئی چک، کوئی قصبہ اور شہر نہیں چھوڑا جس میں بیعت یزید کا پیغام نہ بھیجا ہو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خطبہ ہے سن چھپن میں۔ چھپن ہجری میں قسطنطنیہ کی لڑائی سے ایک سال پہلے فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی بستی، کوئی شہر ایسا نہیں چھوڑا جس میں یزید کی بیعت کے لیے کوشش نہ کی ہو۔ ” اِلَّا بَعَثْتُ اِلَیْھَا فِیْ بَیْعَتِه“ میں نے یہ فیصلہ کرلیا اور اس فیصلہ پرعمل کیا۔ اگر یہ بات غلط ہوتی تو سب بولتے۔ یہ واقعہ تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوشش کی۔ کوئی شک نہیں انہوں نے کوشش کی۔ آگے فرماتے ہیں کہ ”فَبَایَعَ النَّاسُ جَمِیْعًا وَسَلَّمُوْا “ تم گواہ ہو کہ جب میں نے یزید کی بیعت لی تو کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ سب دنیا نے بیعت کر لی تھی اور تسلیم کرلیا تھا کہ میرا اقدام غلط نہیں صحیح ہے۔ یہ کس کا قول اور خطبہ ہے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا۔ میں نے ترکی اور عبرانی زبان تو نہیں بولی؟

اب دو صورتیں ہیں اب یا صحابی کو جھوٹا کہو یا رافضیوں کذاب راویوں اور سبائی مؤرخوں کو جھوٹا کہو۔ اب فیصلہ کرو کہ کس کو جھوٹا کہنا ہے۔ کون جھوٹا ہے؟ رافضی۔ سچا کون ہے؟ امیر معاویہ۔ صحابی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ صحابی اپنی کوشش میں غلطی کرسکتا ہے۔ اجتہادی لغزش کا شکار ہوسکتا ہے۔ اس کو دوسرے صحابی یہ فرما سکتے ہیں کہ تم نے غلطی کی۔ عام آدمی کو، للو پنجوں کو کہنے کی اجازت نہیں کہ تم غلط ہو وہ ٹھیک تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حق ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی غلطیاں نکالنے کا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو حق تھا سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے معاملات میں اعتراض کرنے کا۔ ہمیں اور آپ کو ان دونوں میں سے کسی پر اعتراض کا حق نہیں ہے۔ ایک بات۔

دوسری بات: جب یہ بیعت لی ہے، اس بیعت کا نقشہ کھینچا ہے امام ابن کثیرؒ نے، امام ابن تیمیہؒ کے شاگرد رشید نے جو بیک وقت محدث بھی ہیں، مفسر بھی ہیں، فقیہ بھی ہیں، اور مؤرخ بھی ہیں، صوفی بھی ہیں، بہت بڑی شخصیت ہیں۔ تاریخ اسلام میں ان سے بڑا مؤرخ کوئی نہیں۔ وہ یزید کی بیعت کے ضمن میں قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ البدایہ والنہایہ جس کا نام ہے تاریخ ابن کثیر۔ ابن کثیر دو ہیں۔ ایک تفسیر ہے چھ جلدوں میں اور ایک تاریخ ہے اس کا نام ہے البدایہ والنہایہ۔ آٹھ بڑی موٹی جلدوں میں ہے۔ ایک کتاب میں دو دو حصے ہیں۔ 16 جلدوں میں کتاب ہے۔ میرے پاس موجود ہے۔ اس وقت بھی میں ایک جلد یہاں لیے بیٹھا ہوں۔ اس میں یزید کی بیعت کا سارا تذکرہ ہے لیکن میرے پاس وقت نہیں۔ وعدے کو پورا کرنے کے لیے وہ بات سناتا ہوں جو بات ضروری ہے۔ صحابی رسول نے بیٹے کی بیعت کے متعلق اعلان کیا۔ بیعت کے تین سال بعد اعلان کیا ”فَـمَـا تَـکَلَّمَ اَحَدٌ“ ایک متنفس نے تردید نہیں کی کہ آپ غلط کہتے ہیں۔ سب خلاف تھے، مکہ خلاف تھا، مدینہ خلاف تھا، مصر خلاف تھا، شام خلاف تھا، جرأت نہیں ہوئی کسی کو۔ معلوم ہوا کہ مدینے والوں نے اپنی خاموشی سے تصدیق کر دی کہ آپ سچ کہتے

ہیں جھوٹ نہیں کہتے۔

ہمارا مقصد صحابی کا ڈیفنس ہے۔ یزید کو قطب غوث بنانا مقصود نہیں۔ ہمیں صحابہ کا دفاع مقصود ہے۔ ان کی حمایت، ان پر آئے ہوئے اعتراضات کو دور کرنا، ان کے دامن پر ڈالی جانے والی جھوٹے اعتراضات وخرافات کی دھول وغبار کو صاف کرنا مقصد ہے۔ جس کے وجود میں بحث اور اختلاف ہو تو جس کا جی چاہے مانے جس کا جی چاہے نہ مانے۔ یہ کوئی شریعت کا مسئلہ نہیں۔ خدا اور رسول نے، حضرات ابوبکر وعمر وعثمان وعلی اور خود معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہیں نہیں فرمایا کہ جب یزید خلیفہ بن جائے تو تم اس کو قطب غوث کہنا، کہیں لکھا ہے؟ (نہیں)۔ ہم بھی نہیں مانتے۔ ہم بھی قطب، غوث نہیں مانتے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایک آدمی تھا۔

امام ابن تیمیہؒ نے اس کے متعلق فیصلہ کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر کسی نے فیصلہ نہیں کیا۔ وہ فرماتے ہیں ''اِنَّهُ كَانَ اَمِيرٌ مِنْ اُمَرَاءِ الْمُسْلِمِيْن'' منہاج السنہ کی چوتھی جلد میں امیر المومنین سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختلافات کا ذکر کر کے فرماتے ہیں۔ ''اِنَّهُ كَانَ اَمِيرٌ مِنْ اُمَرَاءِ الْمُسْلِمِيْن لَهُ حَسَنَاتٌ وَسَيِّئَاتٌ'' یزید مسلمان حاکموں میں سے ایک حاکم تھا۔ اس میں کچھ خوبیاں بھی تھیں اس میں کچھ برائیاں، غلطیاں بھی تھیں۔ ہر آدمی میں کوئی نہ کوئی خامی تو ہوتی ہے ناں؟ (جی)۔ صحابہ میں اگر کوئی برائی کسی وقت میں تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کے دربار میں صحابہ کے لیے استغفار کرنے سے، خود صحابہ کی اللہ کے دربار میں اپنے گناہ کی معافی مانگنے سے، جہاد کرنے سے، قرآن کی نص قطعی سے اللہ نے ان کے تمام گناہ دنیا میں معاف کر دیے۔ باقی کوئی مائی کا لال ایسا نہیں جس کو یہ مرتبہ حاصل ہو۔ چاہے یزید ابن معاویہ ہو۔ چاہے اس کا ہم سر، صحابی کا بیٹا، کربلا میں یزید کی فوج کا کمانڈر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں کا لڑکا عمرو بن سعد ہو، چاہے حضرتِ نوفل بن عثمان، ذوالجوشن ضبابی صحابی کا بیٹا شمر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سوتیلا ماموں ہو، عباس علمدار کی اماں ام البنین کا بھائی ہو۔ پھر چاہے صحابی کا بیٹا ہو، کوئی ہو اس کو وہ مقام نہیں مل سکتا جو صحابی رسول کو مقام مل چکا ہے۔

شمر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہے، ملوث ہے، بدنصیب ہے، بدقسمت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں کا بیٹا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ رکنِ عشرہ مبشرہ، فاتح ایران کا بیٹا۔ زانی شرابی نہیں، گناہ صرف زنا شراب نہیں ہے، گناہ بہت سے ہیں، گناہ کی تعریف کرنا بھی گناہ ہے۔ ظلم میں شریک ہونا مستقل گناہ ہے۔ ظلم کرنا مستقل گناہ ہے۔ اس وقت میں جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنا مؤقف ظاہر فرما چکے۔ شیعہ، سنی کی کتابوں میں متفقہ و مشترکہ طور پر لکھا ہے کہ جب انہوں نے تین شرطیں پیش کر دیں، جن سے زیادہ شریفانہ، جن سے زیادہ معتدل، جن سے زیادہ قابلِ قبول، جن سے زیادہ قابلِ اطمینان، جن سے زیادہ صلح آمیز شرطیں اور کوئی پیش نہیں کر

سکتا تھا۔ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ جیسا انسان جو غیرت کا مجسمہ ہے۔ سیدنا علی ابن طالب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کا نمونہ ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا پاک دودھ جس نے پیا ہے۔ اس آدمی سے اس سے کم درجے کی شرطیں قبول کرنے کی توقع رکھنا اپنے منہ پر تھپڑ مارنے کے برابر ہے۔

چودھویں صدی میں میرے باپ (امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) نے انگریز کی شرطیں قبول نہیں کیں۔ اب تک علمائے حق انگریز کے قانون کی شرطیں قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ تو وہ کون تھا جو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے ایمان کے خلاف شرطیں منوا سکتا؟ کون تھا جو ان سے غیرت کے خلاف شرطیں منوا سکتا؟ انہوں نے جو شرطیں پیش کیں اس سے بہتر شرطیں کوئی نہیں پیش کر سکتا۔ طبری نے، علامہ ابن تیمیہ کے رسالہ ''رأس الحسین'' میں، علامہ ابن اثیر جزری کی النہایہ میں، ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ میں، تطہیر الجنان اور صواعق المحرقہ ابن حجر مکی میں، کتاب الامامۃ والسیاست میں، علامہ سید شریف مرتضی علم الہدی شیعہ کی کتاب الشافعی مطبوعہ ایران کے صفحہ نمبر 471 میں، ان سب کتابوں میں شرطیں لکھی ہوئی ہیں۔ مختلف الفاظ کے ساتھ۔

اما ان تسيرونی الی موضع أتيت منه

یا مجھے وہاں بھیج دو جہاں سے میں آیا ہوں۔ کہیں آخری شرط پہلے ہے اور کہیں پہلی شرط آخر میں ہے۔ علم الہدی شریف مرتضی کی کتاب میں پہلی شرط آخر میں ہے أو الی موضع جئت منه اور تیسری شرط بیعت والی درمیان میں ہے۔ سب کتابوں میں متفقہ طور پر یہ عبارت مختلف الفاظ کے ساتھ آتی ہے کہ یا مجھے وہاں بھیج دو جہاں سے میں آیا ہوں۔ وہ کون سی جگہ ہے جہاں سے چلے تھے؟ مدینہ۔ ''او الی ثغر من ثغور المسلمين'' یا مجھے اسلامی حکومت کی سرحد پر بھیج دو۔ ''فأكونَ منهم'' تو میں سرحدی باشندہ بن جاؤں گا۔ تمہارے دل کا کانٹا نکل جائے گا، شہر میں نہیں رہوں گا۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ میری وجہ سے کوئی تحریک چل جائے گی، میں تحریک نہ چلنے کی ضمانت دیتا ہوں۔ مجھے سرحد کا باشندہ بنا دو، ''فأكونَ منهم ، فلی مالهم وعلیَّ ما عليهم'' تو پھر کوئی مال غنیمت آئے گا تو مجھے بھی کچھ حصہ مل جائے۔ میں سب کام چھوڑ کر وہاں جانے کو تیار ہوں۔ ایران کی سرحد پر بھیج دو۔ بخارا کی سرحد پر بھیج دو۔ ترکی کی سرحد پر بھیج دو۔ افریقہ کی سرحد پر بھیج دو۔ جہاں تمہارا جی چاہے بھیج دو۔ میں یہاں نہیں رہتا۔ اس سے زیادہ نرم شرط ہو سکتی ہے؟ نہیں۔ اپنا گھر، نانا کا پڑوس، باپ کی قبر، والدہ کی قبر، خالاؤں کی قبور، خالو کی قبر، نانیوں کی قبریں چھوڑ کر، ازواج واولادِ رسول کی قبریں چھوڑ کر ایک شخص جو خود فرزند رسول ہے، نواسۂ رسول ہے، جگر گوشۂ بتول ہے۔ وہ جنگلوں اور پہاڑوں میں بیٹھنے کو تیار ہے کہ میں فساد مچانے نہیں آیا۔ ان کو معلوم نہیں تھا کہ کوفے کے حالات کیا ہیں! بدنصیب کوفیوں نے، جعلی مریدوں نے، سبائی شیطانوں نے دھوکے میں رکھا۔ بیعت کی تو 40 ہزار پلٹ پڑے اور جب بھاگے تو دو پہر تک ابن زیاد کی گورنمنٹ ہاؤس کے پاس کل پانچ آدمی تھے۔ مروا دیا حضرت مسلم بن

عقیلؓ کو۔ تباہ کرا دیا خاندانِ رسول کو۔ ساری امت کے اندر وہ تفرقہ پیدا ہوگیا کہ امت دو امتوں میں تقسیم ہوگئی۔ قیامت تک اب صلح نہیں ہوسکتی۔ ایسے حالات پیدا ہوگئے۔

میں وہ کیفیت بیان کر دوں جو امام ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ کی جلد ہشتم میں صفحہ نمبر 88 پر لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

فاتفقة البیعت ن الیزید فی سائر البلاد ، ووفدت الفود من سائر الاقالیم الٰی یزید

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ تاریخ کی حقیقت ہے اس کا انکار نہیں ہوسکتا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب پیغام بھیجے تو شمال وجنوب، شرق وغرب سے دو سال تک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس مسلسل وفدوں کی لائن لگی رہی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک منٹ میں یزید کو اپنے جانشین اور خلیفہ نہیں بنا دیا۔ دو سال تک نہیں مانا۔ دو سال تک دو صحابہ کی رائے نہیں مانی۔ فرماتے تھے کہ میرے پاس اور کوئی آدمی نہیں اور تم کہتے ہو کہ تمہارے خاندان میں سے ہونا چاہیے۔ ایک صحابی نے کہا "**فلیکن من اهل بیتک**" تمہارے گھر میں سے خلیفہ ہونا چاہیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے تمہاری جنگ ہوچکی۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ مستعفی ہوکر وفات پا گئے اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اکیلے باقی ہیں، ان کے چچوں کی اولاد باقی ہے۔ اگر لوگوں کو ان کی بات ماننی ہوتی تو آپ کی جنگ ان سے کیوں ہوتی۔ اب خالی ہاشمیوں پر اتفاق نہیں ہوگا، قریشیوں میں سے بنوامیہ پر اتفاق ہوگا۔ اس لیے اپنے خاندان میں سے کسی کو جانشین بنا لیں۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد کے والد، زیاد بن ابی سفیان کو یہ پیغام بھیجا کہ "**وَأنتَ تَعْلَمُ اَحْوَالَهُ**" تم جانتے ہو کہ یزید جیسا کیسا ہے۔ کیا مطلب؟ کہ نہ تو وہ اونچے درجے کا عالم ہے، نہ وہ محدث ہے، نہ وہ فقیہ ہے، نہ وہ صوفی ہے، نہ وہ قطب غوث ہے۔ مطلب جس طرح عام آدمی ہوتے ہیں نوجوان۔ بے شک میرا بیٹا ہے۔ صحابی کا بیٹا ہے۔ تابعی ماں کا بیٹا ہے۔ لیکن خلیفے میں جو اہم اوصاف پائے جاتے ہیں وہ تو سب اس میں نہیں ہیں۔ بہادر تھا، ٹھیک ہے۔ خطیب تھا درست ہے۔ بڑا زبان آور ہے، شاعر بھی تھا۔ بہت سی خوبیاں تھیں عربوں میں۔ ہمارے میں بھی ہیں۔ اب بھی پٹھانوں میں، بلوچوں میں، راجپوتوں میں یہ خوبیاں ماشاء اللہ موجود ہیں۔ مارنے پر آجائیں تو باپوں کو بھی کاٹ دیں۔ کہتے ہیں کہ باپوں تیرا کیا ہوا؟ اس نے گالی بھی تو ہم کو دی تھی، میں نے اس کو وہاں پہنچا دیا ہے کہ قیامت تیئں وہ سسرا اب واپس نہ آئے۔

(کیسٹ کی سائڈ بدلنے سے درمیان میں ریکارڈنگ موجود نہیں)

کوئی صفائی دے۔ علامہ محمود احمد عباسی صفائی دے یا آج کا کوئی اور مجتہد، یہ صفائی ہم ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ عباسی ہم کو جہنم سے نہیں بچائے گا۔ غلام احمد پرویز ہم کو جہنم سے نہیں بچائے گا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شفاعت تو

کام آسکتی ہے۔ یہ ہمیں نہیں بچا سکتے۔ میں کسی کے خوف سے نہیں کہتا، مجھے کوئی ڈر ور نہیں ہے۔ تمہیں غلط فہمی نہ رہے۔ مجھے بیس برس سے جانتے ہو!

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نئے ابلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند

میں ان باتوں میں جھکنے والا نہیں، الحمد للہ! استاد رحمہ اللہ کی زندگی میں کہا۔ دس برس کہا۔ اور انہوں نے سن کر ایک دن بھی نہیں فرمایا کہ تم ختم کر دو، چپ کر جاؤ، تم غلط فرماتے ہو، ایک دن تنہائی میں فرمانے لگے کہ حالات ایسے ہیں ذرا نرم نرم ہاتھ رکھو۔ وہ مربی کہاں سے لاؤں؟ فرمایا کہ میرے پاس کچھ لوگ آئے تھے کہتے کہ اس کو کچھ سمجھاؤ۔ میں نے کہا کہ حضرت کہتے کیا ہیں؟ کوئی بدمعاشی کی ہے؟ سینما گیا ہوں؟ چکلے گیا ہوں؟ فرمایا کہ نہیں یہ بات نہیں۔ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کا ذکر کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت اگر حکم ہے تو فرما دیں! ایک مسئلہ بتا دیں اس کے بعد اگر میں (اس موضوع پر) بول جاؤں تو میں بخاریؒ کا بیٹا نہیں۔ کہتے ہیں، نہیں، نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ذرا ہولے ہولے۔ نرم نرم ہاتھ رکھو۔

او طوطیا من موطیا تو ایس گلی نہ جا
ایس گلی دے جٹ بُرے او لیندے پھائیاں پا

(مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ) فرمانے لگے مجھے ایس پی شہزادہ حبیب لدھیانوی نے بلایا تھا کہنے لگا مولوی صاحب اپنے اس لڑکے کو سمجھائیں میرے پاس تیس سیر وزنی اس کی فائل ہے۔ میں نے کہا میں ہوتا تو کہتا کہ تیس سیر نہیں تیس سو من وزنی فائل بھی لے آؤ فقیر وہی کہے گا جو حق ہے۔

فائلیں تو انگریز کی اماں جان کے کمرے تک لمبی ہیں وہ ہم واپس نہیں لینا چاہتے۔ انگریز تو ہمیں بستہ الف ب کا بدمعاش کہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے ایمان کی علامت ہے۔ انگریز کے ٹوڈی، اسلام کے غدار، مرزائیوں کے ایجنٹ، سبائیوں کے دلال، منکرین حدیث کے نمائندے ایک کروڑ دفعہ ہمیں برا کہیں ہمارا ایمان اتنا مسلم ہوتا چلا جاتا ہے۔ کچھ نہیں چاہیے صحابہ کو ہم نہیں چھوڑ سکتے۔ ایک کروڑ دفعہ یزید کو چھوڑتے ہیں، کروڑ دفعہ ابن زیاد کو خدا پکڑے اس کا حساب کرے ہمیں کوئی پرواہ نہیں لیکن سیدنا حسینؓ کی توہین ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ ہمیں مرنا ہے خدا کو جواب دینا ہے۔ یزید کا ڈیفینس اتنا کرو کہ امیر معاویہؓ پر اعتراض نہ آئے۔ یزید کو صحابی نہ بناؤ اور امیر معاویہؓ کو چودھویں صدی کا چپڑاسی بنانے کی بکواس بند کرو! یہ نہیں ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ **(جاری ہے)**

خطاب: ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ ناقل: مولوی فیصل اشفاق

ختم نبوت کانفرنس لندن

تاریخ: 20/ستمبر 1987ء مقام: ویمبلے ہال لندن

ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ ''احرار ختم نبوت مشن'' کی دعوت پر دوسری مرتبہ 1987ء میں برطانیہ تشریف لے گئے اور متعدد اجتماعاتِ ختم نبوت سے خطاب فرمایا۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ اُن دنوں برطانیہ کے تبلیغی سفر پر تھے، حضرت خواجہ صاحب کو شاہ صاحب کی آمد کا علم ہوا تو وہ آپ سے ملاقات کے لیے تشریف لے آئے۔ آپ نے حضرت سید عطاء المحسن بخاری کو کانفرنس میں شرکت وخطاب کی دعوت دی اور حکماً فرمایا کہ ہر صورت میں آنا ہے۔

حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ خود سنایا کرتے کہ:

جب میں ویمبلے ہال کے دروازے پر پہنچا تو حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کی نظر جو ہی مجھ پر پڑی تو وہ اسٹیج سے اُٹھ کر دروازے پر تشریف لائے اور میرا ہاتھ تھام کر مجھے اسٹیج پر لے آئے، میرے ساتھیوں کے لیے منتظمین کو جگہ بنانے کا فرمایا۔

ذیل کا خطاب حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کی صدارت میں ہوا۔ تاریخی یادگار کے طور پر ہدیہ قارئین ہیں (مدیر)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَلَا رَسُوْلَ بَعْدَہٗ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدَ اُمَّتِہٖ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمَانِ الرَّحِیْمِ

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً. (الاعراف:۱۵۸) صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم

سب دوست مل کر نماز والا درود پاک ایک مرتبہ عبادت کی نیت سے تلاوت فرمائیں۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید ○

اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید ○

مجلس احرار اسلام کا بیرونِ ملک مشن ختم نبوت

صدرِ گرامیٔ قدر حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی (رحمہ اللہ) سامعین کرام، آج کا یہ اجتماع ختم نبوت کے مسئلہ کی بیرونِ ملک توضیح وتشریح کے لیے ہے۔ختم نبوت کے منکرین جو کسی بھی شکل میں ہوں، یہودیت کی شکل میں، عیسائیت کے روپ میں، مرزائیت کے بھیس میں یا لفظِ امامت کے بہروپ میں تمام منکرین ختم نبوت ہیں۔ان کی تردید کے لیے ہم لوگ جمع ہوئے ہیں، کیوں؟ اس لیے کہ میرا گھر میری ملکیت ہے، اس میں میرا ناموس ہے، میرا مال ہے، میں ہوں، میری جان ہے۔ان تمام چیزوں پر جو آدمی اپنی ملکیت کا دعویٰ کرے، وہ کسی صورت میں صحیح نہیں ہے۔اس کو دنیا کی کوئی عقل، کوئی استدلال اگر صحیح کہتا ہے تو ظاہر ہے کہ کسی شخص کی ذاتی ملکیت اگر کسی دوسرے کے دعوے سے اس کی ہو سکتی ہے تو پھر ایسے عقلمندوں کو آپ لوگ اگر عقلمند کہیں اور کچھ کفار ومشرکین ہم جیسے لوگوں سے یہ مطالبہ کریں تو یہ ان کی زیادتی ہے ظلم ہے، تشدد ہے، جبر ہے۔یہ ان کا غیر اسلامی عمل ہے۔اسلام تو کہتا ہے کہ ”لا اکراہ فی الدین“ (بقرہ:۲۵۶) اسلام میں تو جبر ہے ہی نہیں۔کراہیت ہے ہی نہیں۔یہ مولوی لوگ وحشیانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔

آفاقی نبوت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے 23 برس مکہ مکرمہ میں، مدینہ طیبہ، طائف ونجران سارے کے سارے عرب میں ایک بات بار بار کہی، 23 برس کہی۔یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً. (الاعراف:۱۵۸)

اے انسانو! جس دن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شخصیت، اپنے منصب، اپنے عہدے اور اپنے مقام کا اعلان کیا، اس دن سے لے کر قیامت تک ”یٰٓاَیُّھَا النَّاس“ تمام انسان ”اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً“ میں تم سب کی طرف رسول ہوں۔”اِنِّی“ بے شک، تحقیق بغیر کسی ملاوٹ کے، گڑ بڑ کے ”اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ“ تحقیق میں اور صرف میں تمہارا رسول ہوں۔تم سب کا رسول ہوں، جَمِیْعاً۔

دوسری جگہ فرمایا: وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْراً وَّنَذِیْراً (سورہ سبا:28)

اللہ کہتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو ”وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاس“ ہم نے آپ کو تمام انسانوں کی طرف بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔سارا قرآن اسی مضمون سے بھرا ہوا ہے۔خود رسول پُر نور، منبع الانوار، مرکز الانوار، صاحب الانوار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃ“ (مسلم) میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔جب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے

ہیں تو پھراور کسی کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اس کے بعد اگر غلام احمد قادیانی یا کوئی اور امام بنتا ہے، امام بایں معنی کہ ''الامام مامور من الله و معصوماً'' امام بنتا ہے پھراس کی طرف الہام ہوتا ہے، ناموس اکبراس کے پاس آتا ہے، اللہ گفتگو کرتا ہے، اللہ ہم کلام ہوتا ہے، وہ حلال وحرام میں تبدیلی کرسکتا ہے، اس کی بات کا ماننا فرض وواجب ہے اور جواس کی بات کو نہ مانے وہ کافر ہے۔ قرآن حکیم اس کی تردید کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی آدمی کائنات میں ایسا نہیں، جس کی بات کا ماننا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح فرض ہواور جس کی بات نہ ماننے سے آدمی ویسے ہی کافر ہو، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے۔ ایسی قرآن پاک میں کوئی آیت نہیں۔

قادیانی گروہ مجلس احرار اسلام کے نقطۂ نگاہ میں

غلام احمد قادیانی کا پوتا (مرزا طاہر احمد) بھگوڑا، مفرور، پاکستانی قانون کے ماتحت ملزم ہے۔ ہمارے نقطۂ نگاہ سے مجرم، مرتکب، قتل کا مرتکب، قتل جیسے موذی اور غلیظ گناہ کا مرتکب۔ مرزا طاہر یہاں سے لے کراس کے دادا تک جتنی بھی سیڑھیاں ہیں اور جتنے بھی اس کے ماننے والے ہیں یہ سب مل کر دلائل کے انبار لگادیں، جتنے لوگ اس وقت ویمبلے ہال یا اس کے باہر موجود ہیں، آپ کی تعداد سے زیادہ دلائل کا انبار لگائیں، قرآن حکیم کی ایک آیت کے مقابلے کوئی دلیل معتبر ہے؟

قرآن پر عمل کفر کی شکست ہے

کیوں سماعت فرماتے ہیں آپ ان کی گفتگو؟ آپ قرآن حکیم کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے؟ کیوں اس کے قریب نہیں آتے؟ نبی نے کوئی کتاب نہیں لکھی اور کوئی نبی مصنف نہیں ہوتا۔ نبی کتاب کو بیان کرنے والا ہوتا ہے۔ ''وَاَنۡزَلۡنَا اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ'' (النحل:44) اور ہم نے آپ پر نازل کیا اس ذکر گرامی کو تا کہ آپ لوگوں کو کھول کھول کر بتائیں کہ ان کی طرف کیا نازل ہوا ہے۔ یہ کتابوں کے انبار، یہ فرسودگی وژولیدگی، روحوں کی بالیدگی کا سبب نہیں بن سکتی۔ ارواح اپنے شعور، ادراک، احساس کو زندگی دیتی ہیں تو صرف قرآن کریم سے۔ قرآن پر نبی نے 23 برس محنت کی۔ اسی کو لوگوں کی روحوں میں اتارا۔ ان کی روح کی گہرائیوں تک اسی کو اتارا۔ اسی کو لے کر آپ بڑھیں، ہر قسم کے کفر کو شکست دینے کے لیے۔ وہ کیپٹل ازم کا کفر ہو۔ وہ ڈیموکریسی کا بے غیرت کفر ہو، کیمونزم کا کفر ہو، اشتراکیت کا کفر ہو، سوشل ازم کا کفر ہو اور کفر کے ساتھ کمپرومائز کا نارمل کفر ہو، ان تمام کفر کی قسموں اور ان تمام اقسام کے کفار اور مشرکین جو افلاطون سے لے کر آج کی ملکہ الزبتھ کے تصورات اور اس کے دیے ہوئے نظام ریاست کو اسلام میں مدغم کرنا چاہتا ہے، ان سب کے ساتھ اور مرزائیت کے محاذ پر جتنے بھی کفار

کو آپ نے دنیا میں اسلام پہنچانا ہے، ان کی ہدایت کا آپ نے موجب بننا ہے، جتنے کفر بھی آپ نے محو کرنے ہیں اس کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے القرآن المبین۔

انگریز کی ایک چال

وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جناب مولوی گالی بکتا ہے۔ ہم ویمبلے ہال میں گئے، مولویوں نے گالیاں دیں۔ مولویوں نے یہ کیا، وہ کیا۔ آپ نے کبھی ان مدعیان کو اوران ویل سولائزڈ، غلام احمد قادیانی اور ان کے ماننے والوں کی گالیاں بھی سننے کی کوشش کی؟ مولوی سے نفرت تو آپ کو اس لیے ہے کہ آپ کو انگریز نے ماڈرن سولائزیشن دی اور مولوی کو اس نے کمّی بنایا، جس طرح اس نے اپنے چرچ کے پادری کو کمّی بنایا تھا۔ اس نے اپنی افرادی زندگی وہاں منتقل کی، اجتماعی زندگی پر خود قبضہ کیا۔ اسی طرح آپ کے پاکستانی، ہندوستانی اور دیگر مسلم ممالک کے معاشرے میں مولوی کو کمّی کی حیثیت سے اس کو الگ کیا۔ اسٹیٹ پر، ریاست پر، نظام پر تو خود قبضہ کر لیا اور ویل یونیورسٹائزڈ طبقے کو وہاں منتقل کیا۔ ہمیں کان سے پکڑ کر مسجد میں دھکیل دیا یا مسجد سے باہر آپ کے جنازے پڑھانے کے لیے یا غسل کرانے کے لیے۔ مولوی گالی نہیں دیتا۔ مولوی پر ری ایکشن بلڈاپ ہوا ہے۔ جس کو آپ نے چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے دین کا کام نہیں، کیا مولوی نے کیا۔ جیسے اس کی عقل ہے۔ جیسا اس کا شعور تھا۔ جیسی اس کی قوت تھی، اس نے کام کیا۔ آپ اس سے کنٹریبیوشن کو ختم کریں۔ گالی مت دیں۔ معاشرے میں اس کے خلاف موومنٹ مت پیدا کریں۔

مجاہدین ختم نبوت کی فکر کو غلط کہنے والوں کے متعلق ہمارا نظریہ

حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور ہمارے اکابر مجلس احرار اسلام سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا گل شیر شہیدؒ، چودھری افضل حقؒ، شیخ حسام الدینؒ، ماسٹر تاج الدینؒ، شورش کاشمیریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور تیسری لائن کے دیگر کارکن، ان کی قربانیاں، ان کی محنت، ان کی تگ و دو، ان کی کاوش اور 1953 میں لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، فیصل آباد، کراچی میں 13 ہزار شہید ہونے والے مسلمان، آپ ان کے کنٹری بیوشن کو پاگل پن سمجھتے ہیں؟ یہ عقل سے خالی تھے؟ یہ لوگ دیوانے تھے؟ یہ لوگ شعور و ادراک نہ رکھتے تھے؟ یہ اسلامک سولائزیشن سے محروم تھے؟ جو آدمی مسلمانوں میں سے ہم کو، ہمارے اسلاف کو، سولائزیشن سے، عقل سے محروم کہتا ہے۔ میں اس کو علی وجہ البصیرت دو پاؤں پر چلنے والا جنگلی اور وحشی حیوان کہتا ہوں۔

سن لیں! ہمارے بزرگوں نے کسی دنیاوی اغراض و مقاصد کے لیے یہ کام نہیں کیا۔ اگر یہ دنیاوی اغراض و

مقاصد کا کام ہے تو ہم چھوڑتے ہیں، Come on, Get it جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں۔ ہم چھوڑتے ہیں، آپ سنبھالیں، اس کو سمجھ میں آ جائے گا۔ میں کسی کی نیت پر شبہ نہیں کرتا لیکن وہ لوگ جو بلا وجہ اپنے آپ کو مہذب کہتے ہیں، سولائزڈ کہتے ہیں، ہمارے راستے میں رکاوٹ کھڑی کرتے ہیں، ان کو توبہ کا کہتے ہیں اور ہم دوستوں کے ساتھ کندھے سے کندھا جوڑ کر کھڑے ہیں۔

قادیانیت ایچ۔اے والٹر کی نظر میں

غلام احمد قادیانی پوری دنیائے انسانیت کو ماں، بہنوں، بیٹیوں، باپوں کو کنجریاں اور سور کہتا ہے۔ آپ کو یہ نہ بتائیں کہ جس کو آپ معصوم سمجھ رہے ہیں، وہ وہ تو گندگی کا ڈھیر ہے۔ یہ ہماری بدتمیزی ہے؟ اور یہ بڑے معزز، بڑے سولائزڈ اور بڑے ایجوکیٹڈ!

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی

کیا یہ ایجوکیشن میں شامل نہیں ہیں کہ میں آپ کو بتاؤں کہ یہ بیت الخلا ہے، یہ غسل خانہ ہے اور یہ گندگی کا ڈھیر ہے، یہ کچرا ہے کچرا۔ میڈ بائی ملکہ وکٹوریا اینڈ جارج پنجم۔ یہ میری اپنی بات نہیں ہے۔ یہ ایچ۔اے والٹر......(۱)، یہ بہت عرصہ پہلے قادیان میں دو برس رہا، اس نے مرزا بشیر الدین سے سب کچھ لیا، سیکھا، سنا، جانچا، پرکھا اور یہ عیسائی ہے مسلمان نہیں ہے۔ سولائزڈ ہے، سولائزڈ مین اور گورنمنٹ برطانیہ نے اپنے مکروہ دورِ حکومت میں ہندوستان میں اس کو مقرر کیا۔ اس نے جو کچھ لکھا ہے، وہ پڑھیے۔ ہمیں چھوڑیے، یہ دیکھیں یہ کیا کہتا ہے۔ اس کے کرتوت لکھتا ہے۔ اس کے مذہبی کرتوت، اس کے شخصی کرتوت، لباس، خوراک، اس کی پرسنل لائف اور اس کی قومی زندگی، اس کی انفرادی زندگی دونوں پر گفتگو کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایک مخبوط الحواس آدمی ہے۔ آپ نہ جانے اس کو کیا کہتے ہیں! جس نے اس کو پالا ہے، وہ کہتا ہے کہ وہ مخبوط الحواس ہے اور چلیے، ہم تو مولوی لوگ ہوئے ناجی۔ آپ کے کمّی، بڑے پُرفتن لوگ، آپ سے چندے کی بھیک مانگنے والے۔ ہم بھکاری ہیں آپ سے چندہ مانگتے ہیں۔ ٹھیک ہے! حالانکہ حکمران بھی بھکاری ہیں، وہ بھی چندہ مانگتے ہیں۔ نور جہاں آتی ہے وہ بھی بھکاری ہے۔ اور آپ جو نام نہاد یہاں ہیں، بڑی بڑی گردنوں والے، آپ بھی تو پاکستان سے، ہندوستان سے یہاں پاؤنڈ مانگنے آئے ہیں۔

سر علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مولوی نہیں ہے، مسجد کا امام نہیں ہے، خطیب نہیں ہے، مؤذن نہیں ہے۔ ویل سولائزڈ ہے، یہ کیا کہتا ہے اس کو پڑھیں۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ پر ایک الزام اور اس کا جواب

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق غلام احمد قادیانی کے سنپولیے، اس کے چھوٹے چھوٹے سانپ، بچھو، کالے ناگ، کھپرے ناگ، وہ کہتے ہیں کہ محمد قاسم نانوتویؒ بھی نبوت کے اجرا کا قائل ہے۔ اگر ہم اجراءِ نبوت کے قائل ہیں تو یہ دیو بندی بھی نبوت کے اجرا کے قائل ہیں۔ میں تو ہوں بھی کچھ نہیں، میں تو احراری ہوں، پیدائشی احراری اور احرار کو تو کچھ لوگ پسند ہی نہیں کرتے یہ ان کی مرضی ہے۔ بہر حال احرار ہے۔ کوئی مانے نہ مانے، احرار ہے، موجود ہے۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ پر لگائے گئے الزام کا جواب حضرت استاد الحدیث، حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ نے دیا۔ جس میں انہوں نے کہا کہ وہ نبوت کے اجرا کے قائل نہیں ہیں، وہ بھی اسی طرح ختم نبوت کے قائل ہیں کہ جس طرح صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، حسن بن علی اور امیر السیاسۃ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین، جس طرح یہ سب ختم نبوت کے قائل ہیں۔ چار لاکھ صحابہ ختم نبوت کے قائل ہیں۔ اسی طرح حکیم الامت سمیت، ہم سب ختم نبوت قائل ہیں۔

اللہ پاک ان لوگوں کو جزائے خیر اور اجر عظیم عطا فرمائے جو محنت کر کے یہاں پہنچے ہیں، دور دراز سے آئے ہیں چاہے آپ ہمیں یہ کہیے کہ ہم بھیک مانگنے آئے ہیں، ہاں ہم بھیک مانگنے آئے ہیں، ہم آپ سے بھیک مانگیں گے، چھوڑیں گے نہیں۔ اگر آپ مسلمان یہاں رہ کر میوزیکل کنسرٹ دیکھ سکتے ہیں۔ ننگے ڈانس دیکھ سکتے ہیں۔ سی سائیڈ پر جا سکتے ہیں اور کرکٹ کا میچ دیکھ سکتے ہیں۔ تو ہمارے ساتھ ایک دوپہر منا لیجیے، بڑی کڑی دوپہر، دن چڑھے دوپہر کی دھوپ جس طرح ملتان میں ہم مناتے ہیں۔ اللہ پاک آپ سب کو آنے کی جزا دے اور ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

حاشیہ: (۱) ایچ۔ اے والٹر کی کتاب ''احمدیہ مومنٹ'' کا اُردو ترجمہ مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام شائع ہو چکا ہے۔

مولانا محمد مغیرہ (ناظمِ اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان)　(قسط نمبر: 16)

محاذ ختم نبوت پر گزرے وقت کی یادیں

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی ہائے نبوت و مسیحیت و مہدویت شرعی دلائل کی روشنی میں تو بالکل غلط ثابت ہوتے ہی ہیں لیکن ان دلائل سے ہٹ کر اگر معاشرتی اور نفسیاتی اعتبارات سے دیکھا جائے تو بھی ان کے دعوے اس قدر غیر حقیقی ہیں کہ ان کے دلائل کی طرف توجہ کیے جانے کا جواز ہی نہیں بچتا۔ بطور خاص مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کے تدریجی مراحل کا مطالعہ قابل غور ہے کہ کس طرح وہ آہستہ آہستہ اپنی نبوت کے لیے ایک سازشی طریقۂ کار کو استعمال کرتے ہوئے پہلے ایک دعوی کرتے ہیں، اگر امت میں اس کے خلاف مزاحمت ہو تو فوراً پسپائی اختیار کرتے ہوئے مدعی ہوتے ہیں کہ ان کی بات سمجھی نہیں گئی، پھر کچھ عرصے بعد اس دعوے میں مزید اضافہ ہوتا ہے، پھر کچھ لوگ اس کو مان لیتے ہیں تو مزید جرأت کرتے ہوئے اس سے اگلا دعوی پیش کر دیا جاتا ہے۔ غرض کہاں اللہ تعالی کے سچے انبیاء علیہم السلام کی قوت اظہار اور صراحت سے پیش کی جانے والی دعوت اور کہاں مرزا صاحب کی نیمے دروں نیمے بروں نبوت جو خود ان کے اپنے مریدوں میں ہی اختلافی ہوگئی کہ نبی تھے بھی سہی یا بس یونہی کہہ دیا۔

مرزا قادیانی نے جس وقت ان دعووں کا سلسلہ آغاز کیا اس وقت پوری دنیا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت ایک ثابت شدہ مسلّمہ عقیدے کے طور پر معروف تھی، اہل اسلام تو ایک طرف اہل کفر کو بھی اس کا علم تھا کہ اسلامی عقیدے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نئی نبوت ملنے کا کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ اس ماحول میں مرزا قادیانی کو ایک نئے قصے کی بنیاد رکھنے کی سوجھی تو اس نے بزعمِ خویش بڑی عیاری سے کارروائی کا آغاز کیا اور اپنے حاشیہ برداروں میں اس قسم کی باتیں چلائیں کہ:

"جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردود ہے" (ملفوظات جلد 10، صفحہ 127)

اسی طرح ایک اور جگہ لکھا کہ:

"وہ دین دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالی سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالماتِ الٰہیہ سے مشرف ہو سکے، وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور خدائے حی و قیوم کی آواز سننے اور اس کے مکالمات سے قطعی نومیدی ہے اور اگر کوئی آواز بھی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے تو وہ مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی، سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ

مستحق ہوتا ہے''۔(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 306)

ان دونوں تحریروں میں مرزا صاحب نے اپنی نبوت کے لیے زمین کی تیاری شروع کی اور جب ان کے خیال میں زمین تیار ہوگئی تو آنے والی تحریروں میں ہم دیکھیں گے کہ وہ کس طرح اپنی نبوت کی بات چلاتے ہیں۔

قارئین! یہ دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی ایک جگہ عقیدت کا تعلق قائم کر لے اور اس کے پاس اُس ایک جگہ کے سوا معلومات کے حصول کا کوئی ذریعہ نہ ہو تو یقینی طور پر اس ایک ہی محفل میں بیٹھے رہنے کی وجہ سے وہ ہمیشہ اپنے مقامِ عقیدت کی ہاں میں ہاں ملانے کے عادی ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی جو لوگ جاہل یا دین بیزار ہوں ان کے سامنے ایسی مشکوک باتیں کرنے سے نہ صرف ان دین بیزاری میں قوت آتی ہے بلکہ وہ اسی کو دینداری سمجھ لیتے ہیں۔

مذکورہ تحریر سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس طرح کی باتیں کتابوں میں تحریر ہونے سے پہلے مرزا صاحب کے ماحول اور مجلس میں اس قسم کی گفتگو عام ہوتی ہوگی۔ ہم بھی اسی دنیا میں رہتے ہیں، ہم نے بھی کئی افراد ایسے دیکھے پڑھے لکھے ہوں یا اَن پڑھ وہ اپنے مزاج کے مطابق جہاں موقع ملے وہ اپنی بات کرتے رہتے ہیں اور سننے والے لوگوں کے ذریعے ان کی کی ہوئی بات بہت دور تک پہنچ جاتی ہے۔ اور اس کی کہی ہوئی بات کے ساتھ کئی لوگ مانوس ہو جاتے ہیں۔ تو ایسے ہی مرزا جی کی یہ بات کہ ''جس دین میں سلسلہ نبوت نہ ہو وہ مردود ہے'' یقیناً پہلے ان کے ماحول میں چلی اور پھر انہوں نے کتابوں میں درج کی کہ حوالہ ہو جائے اور سننے والے کہاں سے کہاں پہنچے اور کتنے ہوں گے جن کے دماغوں میں یہ شر بھری آواز پہنچی ہوگی۔ اس تناظر میں مرزا قادیانی نے مزید لکھا کہ:

قرآن شریف میں ہے: فَلَا يُظْهِرُ عَلٰی غَيْبِهٖ أَحَداً اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (سورۃ الجن:۲۶)

یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے دوسروں کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوا۔ رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ نبی ہوں یا رسول یا محدث یا مجدد ہوں۔ (روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 419)

اسی طرح ایک اور تحریر میں ہے کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملفوظات مبارکہ ارشاد فرما رہے ہیں محدث نبی بالقوۃ ہوتا ہے اور باب نبوت اگر مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا اور اس قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبی۔

مرزا جی کی یہ دو تحریریں دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ مرزا جی نے اپنے خیال میں اپنی نبوت کا مکمل استدلال قائم کر لیا اور اس کے لیے راستہ ہموار کر چکے ہیں۔

طریقۂ واردات یہ ہے کہ پہلے قرآن مجید کی یہ آیت

فَلا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ أَحَداً اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلً (سورۃ الجن:۲۶)

(ترجمہ: اللہ تعالیٰ غیب کو ظاہر نہیں فرماتا کسی پر، مگر اپنے پسند کیے ہوئے پر رسولوں میں سے)

کو پیش کر کے استدلال یہ کیا کہ کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے اور رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ نبی ہوں، رسول ہوں یا محدث۔ آپ ذرا توجہ کریں کہ قرآن مجید میں صرف رسول کا لفظ ہے اور وہی خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔ مرزا جی نے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہووں میں محدث کو بھی شامل کر لیا اور پھر مزید جسارت کرتے ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک من گھڑت بات کو منسوب کر دیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے محدث (روحانی) طاقت وقوت کے اعتبار سے نبی ہوتا ہے۔ لہذا اگر کوئی محدث کو نبی کہے تو کہہ سکتا ہے۔

جب اس قدر زمین نرم ہوگئی کہ محدث کو نبی بالقوۃ مان لیا اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ رسولوں کی طرح محدث کو بھی فرستادہ خدا مان لیا گیا تو مرزا جی نے اس ماحول میں اپنے محدث ہونے کو پیش کر دیا اور جس کو ان کے ماننے والوں نے خوب مانا۔

مرزا جی لکھتے ہیں:

ماسوا اس کے کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لیے محدث ہو کر آیا ہے۔ محدث بھی ایک معنی میں نبی ہوتا ہے گو کہ اس کے لیے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہے کیونکہ وہ خدائے تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معانی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔ (روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 40)

لیجیے مرزا جی کا نشانہ ایسے فٹ ہوا، ان کے ماننے والوں کو انکار کی گنجائش باقی نہ بچی۔ کیونکہ مرزا جی زمین پہلے ہی ہموار کر چکے تھے لیکن مرزا جی کی کتب کا مطالعہ کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے فریب خوردہ معتقدوں سے تو اپنی نبوت منوانے میں کامیاب ہو گئے تھے مگر وہ لوگ جو ان کے دائرہ عقیدت میں نہ تھے مرزا جی کو ان سے پریشانی تھی کہ بہرحال نبوت کا دعویٰ ہی ہے اگرچہ محدث کی اوٹ میں ہی سہی، ظاہری اعتبار سے محدث کو نبی کہنے سے کچھ سامعین نے اختلاف کیا اور مرزا صاحب کے انکاری ہونے لگے چنانچہ ان کو ایک اور طریقہ سے اپنی نبوت کو پیش کرنے کا حربہ سوجھا۔ چالاکی کا اگلا مرحلہ ملاحظہ فرمائیے۔

مرزا جی تحریر کرتے ہیں کہ:

تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ ''فتح الاسلام وتوضیح المرام'' میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یا تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کے رو سے بیان کیے گئے ہیں حاشا وکلا! مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعوی نہیں ہے اگر مسلمان ان لفظوں سے ناراض ہیں تو وہ اس الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں اور اس لفظ کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں میری نیت میں جس کو اللہ تعالی جل شانہ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں بلکہ صرف محدث مراد ہے(مجموعہ اشتہارات جلد1 صفحہ 313)

اس عبارت میں محدث کے نبی ہونے کا ظاہراً انکار معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ محدث کی نبوت کے بارے میں عام مسلمان مزاحمت کر رہے تھے اور مرزا صاحب کے دل کا چور پکڑا جانے لگا تھا۔ اب ایک خوش گمان آدمی جس کو پچھلا رسالہ پڑھ کر پریشانی تھی وہ تو اس عبارت کو پڑھنے پر طبعاً کچھ نرم ہوا ہوگا کہ چلو مرزا جی نے اگر محدث کو نبی یا نبی بالقوۃ لکھ دیا تھا تو اب اس سے انکار کر دیا۔ بات ختم ہوئی۔ مگر جو زیرک لوگ تھے اور جو اس قسم کی عبارات پر نظر رکھے ہوئے تھے انہوں نے اس انکار کے ضمن میں ایک اور لفظ کا اضافہ دیکھ کر کب مطمئن ہونا تھا کہ مرزا جی لکھ رہے ہیں کہ نبوت سے مراد حقیقی نبوت نہیں ہے۔ تو حقیقی نبوت نہیں ہے میں یہ بات پنہاں ہے کہ حقیقی تو نہیں مگر نبوت ہے۔ محدثیت سے نبوت تک کا سفر تو طے کر چکے اور اس کے بعد مرزا جی کی نبوت کچھ وقت تک حقیقی، غیر حقیقی کے رنگ میں چلتی نظر آتی ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی اس مرحلے میں لکھتا ہے:

ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا، قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کریں۔ میرے پر یہ بھی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ کے بعد بکلی بند ہیں اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے نہ کوئی قدیم نبی آ سکتا ہے۔ (روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 5)

قارئین ایسے ہی کئی مختلف جگہوں پر مرزا جی کی تحریروں میں جہاں حقیقی، غیر حقیقی کا چکر چلایا ہے جس سے بظاہر اقرار اور در پردہ انکار کا قصہ چل رہا تھا۔ کہاں خدا کے سچے نبیوں کا حق بات کو دنیا بھر کی مخالفت مول لیتے ہوئے پوری صراحت سے کہہ ڈالنا اور کہاں مرزا صاحب کی یہ ٹیڑھی کھیر، گویا نبوت نہ ہوئی کوئی تھیٹر آف ابسرڈ کا ناول یا ڈرامہ ہو گیا جس کا مطلب واضح ہی نہیں ہو پاتا۔

یہاں تک کہ جب مرزا صاحب کو اپنے مطلب کے پیروکاروں کی بند آنکھوں والی جماعت میسر ہو گئی تو بلی

مکمل طور پر تھیلے سے باہر آ گئی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ انھوں نے لکھا:

اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو بس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی (روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 412)

گویا مرزا صاحب کی پیچ در پیچ نبوت بیچاری مختلف راستے اختیار کرتے کرتے حقیقی، غیر حقیقی کے چکر سے آخر کار آزاد ہونے میں کامیاب ہوگئی اور بیچاری کو اظہار کا موقع ملا۔ یہاں تک کہ مرزا صاحب نے بالآخر صاف لفظوں میں یہ لکھ دیا کہ ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا'' (روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231)

خدا وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے۔ (روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 416)

میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ سے پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے میں شامل حال ہیں یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اس کے نام محمد واحمد سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ (روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 211)

قارئین! مرزا جی کی نبوت کا سفر ایک انتہائی پیچیدہ واقعہ ہے جس کا ذہنی سفر نامہ بذات خود ایک مقامِ عبرت ہے۔ ان کو نبوت کیسے ملی اس کا قصہ ایک روحانی تجربے کی بجائے ایک نفسیاتی افسانے یا جدید ناول کے بیانیے سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔

واضح رہے کہ یہاں ہماری گفتگو مرزا صاحب کی نبوت کے محتوی یا مشمولات کے بارے میں نہیں ہے، اس کے بارے میں تو ہم تفصیل سے بات کرتے ہی رہتے ہیں۔ آج مگر ایک حد تک یہ بات بتانے اور تحریر کرنے کی کوشش کی ہے کہ امت مسلمہ کے ایسے ماحول میں کہ جہاں ختم نبوت حضور علیہ السلام کے آخر نبی ہونے کا ڈنکا بج رہا تھا اس میں مرزا صاحب نے کیسے قابلِ نفرین چالاکی کے ساتھ اپنی خانہ ساز نبوت کے لیے ماحول پیدا کیا کہ محدث بالقوت نبی ہوتا ہے اور پھر اپنے محدث ہونے کا اعلان اور محدث کو نبی کہا جا سکتا ہے پھر حقیقی، غیر حقیقی کے چکروں سے ہوتے ہوئے اس پر پہنچ گئے کہ میں نبی بھی ہوں اور رسول بھی۔

موضوع کی تکمیل کے طور پر ہم ذرا ان دلائل کو بھی دیکھتے ہیں جن سے مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کو سہارا دینے کی کوشش کی۔ مثال کے طور پر قرآن شریف سے ان کے مشہور استدلالات ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ **یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی** ...... (الاعراف: ۳۵)

(ترجمہ: اے بنی آدم! اگر آئیں تمھارے پاس میرے رسول جو تمھیں میری آیات سنائیں......)

طریقہ استدلال: یہ آیت حضور علیہ السلام پر نازل ہوئی ہے اور اس میں حضور علیہ السلام کے بعد آنے والے رسولوں کا بتایا جا رہا ہے کہ جب تک بنی آدم موجود ہے اس وقت تک نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔

۲۔ **الله یصطفی من الملائکه رسلا و من الناس......** (الحج:۷۵)

(ترجمہ: اللہ منتخب فرماتا ہے فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کو......)

طریقۂ استدلال: اس آیت میں "**یصطفی**" مضارع کا صیغہ ہے اور حال اور استقبال دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں سے رسول چنتا ہے اور چنتا رہے گا کہ آئندہ بھی رسول آتے رہیں گے اور کئی آیات قرآنیہ سے استدلال کیا کہ حضور علیہ السلام کے بعد بھی نبی اور رسول آتے رہیں گے (ان آیات کا جواب ایک الگ مستقل مسئلہ ہے جو ہمارے سامنے اس وقت نہیں)

قارئین ذرا توجہ فرمائیے! مرزا جی نے کہا تھا کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردود ہے۔ نیز یہ کہ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جس میں چند منقولی باتوں پر ترقیات کا انحصار ہو اور حی و قیوم کی آواز سننے اور مکالمات سے قطعی ناامیدی ہو ایسا دین رحمانی کہلانے کی بجائے شیطانی کہلانے کے مستحق ہیں اور پھر ایسا ماحول پیدا کرنے کے بعد مرزا جی نے خود نبوت اور رسالت کا اعزاز حاصل کرنے کی کوشش کی اب ان کے مدعا کا لازمی نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ قیامت تک نبی آتے رہیں، کیونکہ اگر نبیوں کا آنا کبھی بھی بند ہو گیا تو دین رحمانی کی بجائے شیطانی بن جائے گا، اسی طرح مرزا قادیانی کے ذمے میں تھا کہ وہ اپنے مدعا پر جو دلیل دیتے وہ بھی قیامت تک نبی اور رسول کے آنے کو ثابت کرنے والی ہوتی۔

مگر ایسا نہیں ہوا، مرزا قادیانی نے اپنے لیے یہ منصب تو جس کس طرح حاصل کر لیا تو فوراً اس کے بعد نئے سرے سے نبوت کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔ گویا مرزا صاحب بھی ختم نبوت بمعنی آخری نبی کے تصور کے قائل ہیں، بس رسالت مآب سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں ماننا چاہتے بلکہ ان کی جگہ پر خود قبضہ جمانا مقصود ہے۔ ورنہ تو یہ چاہیے تھا کہ ان کے پیش کردہ دلائل کی روشنی میں یہ سلسلہ نبوت آگے چلتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کامل و مکمل نبی کے بعد بھی اگر ضرورت باقی تھی کہ نبوت کا جاری رہنا ضروری تھا تو مرزا قادیانی کے بعد بھی یہ جاری رہتی، کہ دلائل کا تقاضا یہی ہے مگر جب بڑی زور اور جسارت سے اپنی نبوت کا دعوی کر دیا اور اس پر جیسے کیسے دلائل دیے اور ماننے والے اس کو ماننے پر تیار ہو گئے، اور مرزا جی اپنے خیال کے مطابق اپنی منزلِ مقصود یعنی نبوت و رسالت پر فائز ہو گئے تو اس وقت جو قادیانی بیان منظر عام پر آیا وہ یہ تھا کہ

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس

وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں (روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 406)

چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لیے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آخری زمانہ کے لیے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی کے لیے باقی نہیں ہے (روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 215)

فاراد الله ان يتم البناء ويكمل البناء باللبنة الاخيرة فانا تلك لبنة

پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشین گوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بناء کو کمال تک پہنچا دے پس میں وہی اینٹ ہوں (روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 178)

ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔ (روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 41)

ٹھیک ہے اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ دعوی تو یہ تھا کہ نبوت جاری ہے (نبوت جیسی بھی ہے) دلیل دیتے ہیں نبوت جاری ہے پھر یہ کہ دین میں اگر وحی اور نبوت جاری نہیں ہے تو یہ دین قابل نفرت اور لعنتی ہوگا مگر اخیر یہ ہوا کہ میں تو نبی ہوں، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا خدا کی سب راہوں میں میں آخری راہ ہوں اور سب نوروں میں آخری نور ہوں۔

قارئین گرامی! کیا اس دھوکہ بازی کو پرکھنے کے لیے مزید کسی دلیل کی ضرورت ہے؟　　(جاری ہے)

Saleem&Company

Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.

SC SINCE 1968

Manufacture of Quality
Furniture, Government
Contractors, Electronics
& General Order Suppliers

سلیم اینڈ کمپنی

0302-8630028
061 -4552446 فون نمبر:
Email:saleemco1@gmail,com

بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ (قسط نمبر:1)

قادیانیت کی ناکامیوں کی مختصر روئداد

مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ ایک درویش صفت، متبحر عالمِ دین تھے۔ قادیانیت کے خلاف خوب پڑھا اور پھر خوب لکھا۔

مجلس احرار اسلام کی طرف سے مرکز احرار دار بنی ہاشم ملتان میں ''سالانہ 15 روزہ ختم نبوت کورس'' میں مستقل تشریف لاتے اور اسباق پڑھاتے۔ 2008ء میں قادیانی جماعت نے صد سالہ جشن منایا تو اُس وقت مولانا مرحوم نے ''قادیانیت کی ناکامیوں کی مختصر روئداد'' کے عنوان سے یہ رسالہ تالیف فرمایا۔ جس کی تیاری میں مجلس احرار اسلام کی لائبریری میں انہوں نے کافی استفادہ بھی کیا۔ قارئین کے استفادہ کے لیے اس کو سلسلہ وار شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

مرزا غلام احمد قادیانی کی ناکامیاں اور شکستیں

ا......مختاری کے امتحان میں ناکامی:

مرزا قادیانی نے 1864 تا 1868ء ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ملازمت کی، اس دوران اس نے اپنے دیرینہ دوست لال بھیم سین کے ہمراہ مختاری کا امتحان دیا، جس میں بھیم سین پاس اور مرزا قادیانی فیل ہو گیا۔
(سیرت المہدی، جلد اوّل ص، 135، روایت 146 قدیم)

۲......حصول اراضی کے مقدمہ میں ناکامی

مرزا قادیانی نے 1868ء میں سیالکوٹ کی ملازمت چھوڑ دی تو اس کے باپ مرزا غلام مرتضٰی نے اسے مقدمہ بازی پر لگا دیا، جس پر اس کے بقول ستر ہزار روپے خرچ ہوئے لیکن اتنے گرانقدر اخراجات کے باوجود مطلوبہ اراضی حاصل نہ کر سکا۔ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

۳......مرزا قادیانی کی خبیث امراض میں مبتلا نہ ہونے کی پیش گوئی جو کہ جھوٹی ثابت ہوئی

انبیاء کرام علیہم السلام کبھی بھی ایسے امراض میں مبتلا نہیں ہوئے جس سے:

(ا) لوگ ان کے پاس آنے سے نفرت کریں (۲) وہ امراض ہمیشہ لاحق رہیں

(۳) ان امراض کی وجہ سے وہ فریضہ تبلیغ کما حقہ ادا نہ کر سکیں، مثلاً بنیادی سماعت کی کمزوری، لکنت ہونا وغیرہ۔

انبیاء کرام علیہ السلام کی نقالی کے شوق میں مرزا نے بھی دعویٰ کر دیا کہ مجھے کوئی خطرناک مرض لاحق نہ ہو گا، وہ

لکھتا ہے: -خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامن گیر ہو جائے۔ جیسا کہ جزام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الٰہی ہو گیا، اس لئے پہلے سے اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کروں گا۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، ص، 20، روحانی خزائن، جلد 17، ص، 27 حاشیہ)

مرزا کا یہ دعویٰ واقعتاً منجانب اللہ ہوتا تو ضرور پورا ہوتا۔ لیکن کیوں کہ یہ دعویٰ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہ تھا، اس لیے وہ خطرناک امراض میں ساری زندگی مبتلا رکھا۔ اس کی قدرے تفصیل یہ ہے۔

۱..... حضرت مسیح موعود کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اوّل کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔۔۔ اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ (سیرت المھدی قدیم حصہ اوّل، ص، 13، روایت نمبر 18)

۲..... مرزا ان دوروں کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھتا تھا۔ (سیرت المھدی قدیم حصہ اوّل، ص، 52، روایت نمبر 79)

۳..... مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں۔ ایک شدید درد سر اور یہ مرض تقریباً پچیس برس تک دامن گیر رہی، اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے، چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر تقریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے ان کا انتقال ہو گیا۔

۴..... مجھے دو مرض دامن گیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سر درد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا، نبض کم ہو جانا۔۔۔۔۔۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔ (نسیم دعوت، ص، 68، روحانی خزائن، جلد 19، ص 435)

۵..... مجھے دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں ہے جو مجھے کثرت پیشاب کی مرض ہے جس کو ذیابیطس کہتے ہیں، اور معمولی طور پر مجھ کو ہر روز پیشاب بکثرت آتا ہے اور پندرہ یا بیس دفعہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور بعض اوقات قریب سو دفعہ کے دن رات میں آتا ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، ص، 201، روحانی خزائن، جلد 21، ص، 373)

۶..... میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے بعض اوقات مرزا آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ (سیرت المھدی قدیم، جلد دوم، ص، 55، روایت نمبر 369)

میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہا ہوں پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے۔ (ملفوظات قدیم، جلد دوم، ص، 372)

اب ہمارا قادیانیوں سے سوال ہے کہ مرزا قادیانی کا خدائی وعدہ کہاں گیا؟ اسے خطرناک امراض کیوں لاحق ہوئیں؟ کیا سچے نبی کی یہ شان ہوتی ہے؟ اگر قادیانی دوست کھلے دل و دماغ سے اس نکتہ پر غور کریں گے تو راہ ہدایت پانا اور صحیح فیصلہ پر پہنچنا، ان کے لیے آسان ہوگا۔

۴...... براہین احمدیہ کے حوالے سے ناکامیاں

مرزا قادیانی نے دین اسلام کی حقانیت پر تین سو دلائل اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھنے کا وعدہ کیا، لیکن مرزا بشیر احمد ایم اے کے بقول اس نے براہین احمدیہ کی مطبوعہ جلدوں میں صرف ایک دلیل بیان کی اور وہ بھی ادھوری۔
(سیرت المہدی قدیم، جلد اوّل ص، 93 روایت نمبر 120)

۵...... مرزا قادیانی نے لوگوں سے ایڈوانس چندہ لیا تھا، براہین احمدیہ کی تصنیف واشاعت کے لئے لیکن وہ سب ڈکار گیا اور چندہ دینے والوں کے احتجاج پر انہیں خوب کوسا، ملامت کی کہ وہ مجھ سے چندہ کا حساب مانگتے ہیں، اس عرصہ میں مرزا کو جس ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس نے چندہ کی واپسی سے بچنے کے لئے جو عذر تراشے، بہانے گھڑے، ان کی تفصیلات ایک مستقل مقالے کا موضوع ہیں۔ (دیکھیں رئیس قادیان، جلد 1، باب 19)

۶...... براہین احمدیہ کے متعلق مرزا نے اعلان کیا تھا کہ یہ کتاب پچاس جلدوں میں لکھی جائے گی۔ لیکن اس نے 1884 میں چوتھی جلد لکھ کر سلسلہ ختم کر دیا، لوگوں نے جب احتجاج کیا کہ یا تو ہماری ایڈوانس رقم (جو کہ پچاس جلدوں کی تھی) واپس کر و یا پھر مطلوبہ جلدیں لکھو، تو اس نے 1905 میں اکیس سال بعد براہین احمدیہ کی پانچویں جلد لکھی اور اس کے دیباچہ میں لکھا۔ پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا، مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لئے پانچوں حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔
(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، ص، 7، روحانی خزائن جلد 21، ص 9)

مرزا کی اس مضحکہ خیز دلیل سے واضح ہے کہ وہ پچاس جلدیں لکھنے سے عاجز رہا اور ذلت اس کا مقدر بنی۔

۷، ۸، ۹...... محمدی بیگم کے حوالہ سے کئی ناکامیاں

مرزا قادیانی نے پہلی شادی غالباً 1856 میں اپنے حقیقی ماموں کی بیٹی حرمت بی بی سے کی، اس بطن سے دولڑکے سلطان احمد اور فضل احمد پیدا ہوئے، اس کے بعد مرزا نے اپنی بیوی سے ازدواجی تعلقات ختم کر دیئے، مگر طلاق نہیں دی، حرمت بی بی چونکہ مرزا کی آسمانی منکوحہ محمدی بیگم کی قریبی رشتہ دار تھی، اور مرزا نے اپنے الہامات کی آڑ میں محمدی بیگم سے بڑھاپے کے عالم میں نکاح کرنا چاہا، لیکن محمدی بیگم کا والد احمد بیگ راضی نہ ہوا، تو مرزا نے محمدی بیگم کے والد کو دباؤ میں لانے کے لئے حرمت بی بی کو 1891 میں طلاق دے دی، اور اپنے بیٹے فضل احمد سے بھی اس کی بیوی کی طلاق دلوادی، واضح رہے کہ فضل احمد کی بیوی احمد بیگ کی بھانجی تھی، آفرین ہے کہ مرزا احمد بیگ پر کہ اس نے یہ دونوں صدمے برداشت

کر لئے ،لیکن مرزا قادیانی کو رشتہ نہ دینے پر ثابت قدم رہا، بہر حال (۱) مرزا قادیانی کا گھر اجڑنا، (۲) اس کے بیٹے کا گھر اجڑنا، (۳) محمدی بیگم سے نکاح نہ ہونا۔ یہ تین ذلتیں اور ناکامیاں مرزا قادیانی کا مقدر بنیں۔

۱۰، ۱۱......مرزا کے مجموعی وحی تذکرہ، سیرت المہدی، وغیرہ کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا نے پیش گوئی کی تھی، کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح ہونا تقدیر مبرم ہے، اور تقدیر الٰہی ٹل نہیں سکتی۔ محمدی بیگم کا اگر مرزا سلطان محمد سے نکاح ہو گیا ہے تو کوئی بات نہیں، مرزا سلطان محمد اڑھائی سال کے عرصہ میں مر جائے گا، اور محمدی بیگم بہر حال بیوہ ہو کر میری زوجیت میں آئے گی، لیکن ایسا نہ ہوسکا، اس لئے کہ مرزا قادیانی 1908 میں مرا اور مرزا سلطان محمد 1948 میں فوت ہوا، محمدی بیگم بوڑھی ہو کر 1966 میں دنیا سے رخصت ہوئیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ:

۱......محمدی بیگم جو کہ مرزا کی آسمانی بیوی تھی، اس سے مرزا سلطان محمد صاحب نے نکاح کیا اور مرزا قادیانی منہ دیکھتا رہ گیا۔

۲......محمدی بیگم بیوہ ہو کر مرزا کے نکاح میں نہ آئی۔

۳......اور مرزا قادیانی محمدی بیگم کی وصال کی حسرت لئے ہوئے مر گیا۔

۱۲......ازدواجی حقوق ادا کرنے میں ناکامی

مرزا قادیانی نے 1884 میں نصرت جہاں بیگم سے شادی کی تو ان کی قوت مردانہ کسی بیماری کے سبب بالکل ختم ہو چکی تھی، شادی کے بعد سات آٹھ ماہ تک مرزا بیوی کے قریب نہ جا سکا۔ یہ تفصیلات خاصی مزیدار ہیں، اس کا حوالہ الحمدللہ! راقم الحروف کی دریافت ہے، جو کہ احقر کے توجہ دلانے پر بعض حضرات نے اپنی کتابوں میں مکمل طور پر چھاپ دیا ہے، اگر کسی قاری کے پاس ’’اصحاب احمد‘‘ کی تیرھویں جلد ہو تو حافظ حامد علی کی روایات کے ضمن میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ حضرت مولانا محترم محمد رفیق دلاوری صاحب مرحوم نے اگرچہ اصحاب احمد کا حوالہ نہیں دیا، لیکن انہوں نے اسی مفہوم کی اور کئی روایات (رئیس قادیاں، جلد اوّل باب 22) میں لکھ دی ہیں۔

۱۳......لیکھرام کے ہاتھوں رسوائی

مرزا نے ایک دفعہ سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے غیر مسلم رؤسا اور مذہبی رہنماؤں کو دعوت دی کہ وہ حق کے طلبگار بن کر قادیان آئیں، اور ایک سال قیام کریں تو وہ میری صحبت میں رہ کر ضرور آسمانی نشان دیکھیں گے اور مشرف باسلام ہو جائیں گے، اگر آپ نے کوئی نشان نہ دیکھا تو میں دو سو روپے ماہوار کے حساب سے جرمانہ ادا کروں گا، آپ آنے سے پہلے مجھے خط لکھ کر اطلاع دیں اور اپنی سچی طلب پر حلف نامہ لکھ دیں جو اخبارات میں شائع کیا جائے گا، اتنا احمق کون ہوتا کہ وہ اپنا کاروبار اور سارے معمولات زندگی چھوڑ کر مرزا کے پاس آ کر رہے، اس

لئے مرزا کا مقصد بہر حال پورا ہو جاتا۔ اگر وہ سچا ہوتا تو ایک سال کی شرط نہ لگاتا، ......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں نے چاند کے دو ٹکڑے کر دکھانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے فوراً ایسا کر دکھایا مہلت نہیں مانگی، بایں ہمہ مرزا کی توقع کے خلاف ہندو پنڈت لیکھرام نے قادیان میں یک سالہ قیام پر آمادگی ظاہر کی تو مرزا نے جان چھڑانے کے لئے متعدد عذر تراشے، مثلاً:

۱......آپ اپنے پانچ مختلف شہروں کے آریہ سماج سے اپنے مذہبی پیشوا ہونے کی سند حاصل کریں۔

۲......آپ پہلے یہ ثابت کریں کہ آپ کی حیثیت دو سو روپے ماہوار آمدنی کی ہے۔

۳......آپ قادیان آنے سے پہلے چوبیس سو روپے کسی مہاجن کے پاس بطور تاوان انکار اسلام جمع کرا دیں۔

۴......کبھی ثالث کی شرط لگائی۔

آخر پنڈت لیکھرام قادیان آدھمکا اور مرزا قادیانی سے شرائط پر گفتگو کرنا چاہی، لیکن مرزا نے رسید تک نہ دی۔ لیکھرام نے فوری نوعیت کے معجزہ کا مطالبہ کیا مرزا کسی قسم کا کوئی معجزہ دکھانے سے عاجز رہا، مرزا قادیانی نے لیکھرام کے ہاتھوں جو ذلت اٹھائی تھی، اس کا اپنی کتاب ''فریادِ درد'' میں تفصیلی ذکر کیا ہے، کتاب کے نام سے ہی مندرجات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، تفصیل کے لئے (رئیس قادیاں، جلد اوّل باب نمبر 23 تا 25)

۱۴......منشی اندرمن مراد آبادی کے ہاتھوں ذلت

پنڈت لیکھرام کی طرح منشی اندرمن مراد آبادی نے بھی قادیان میں یک سالہ قیام کے لئے مرزا قادیانی سے خط و کتابت کی۔ مرزا قادیانی نے اس سے نا قابل عمل قسم کی شرائط طے کیں، اس نے کہا:

۱......آپ ضمانت دیں کہ ایک سال کے دوران کوئی دوسرا ہندو معجزہ دکھانے کا مطالبہ نہ کرے گا۔

۲......معجزہ دیکھنے کے بعد منشی صاحب اگر مسلمان نہ ہوں تو جرمانہ ادا کریں گے۔ اس طرح فضول اور نا قابلِ عمل شرائط پیش کر کے مرزا نے جان چھڑائی۔

۱۵......قادیانی ہندو رؤسا کا معجزہ دکھانے کا مطالبہ

اسی اثناء میں قادیان کے ہندو امراء کا ایک وفد مرزا قادیانی کے پاس آیا اور اس نے معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا۔ مرزا نے کہا ایک سال میں میرا ایک الہام بھی پورا ہو گیا، تو میں سچا، وفد نے کہا ایک سال میں آپ پر جتنے الہام ہوں سب کے سب سچے ثابت کرنے ہوں گے، مرزا نے مطالبہ کے پورا کرنے سے انکار کیا تو وفد نے کسی مقرر تاریخ پر کوئی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا لیکن مرزا قادیانی اس سے بھی انکاری ہی ہو گیا، تفصیل کے لئے دیکھیں، (رئیس قادیان، جلد اوّل باب 27)

(جاری ہے)

امجد علی مردانوی، جنرل سیکرٹری متحدہ اسلامی کونسل مردان　(قسط اوّل)

قادیانیت کا ایک اور روپ: فتنہ دیندار انجمن

الحمدُ للہِ ربِّ العالمین، والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین الطیبین الطاهرین.

أمّا بعد! إنَّ اللہَ تعالی أرسلَ الأنبیاءَ لهدایةِ البشر، وختمَ هذه السِّلسلةَ بنبیِّنا محمدٍ رسولِ اللہ ونبیِّ اللہ صلی اللہ علیه وسلم، فجعلَه خاتمَ النبیین إلی یومِ القیامة.

فلا نبوَّةَ ولا رسالةَ بعده صلی اللہ علیه وسلم، ولا یعودُ رسولُ اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی صورةِ أحدٍ، ولا یکونُ له بُروزٌ، ولا تقعُ له بعثةٌ ثانیةٌ، بل بُعثَ بعثةً واحدةً تامَّةً خالدةً إلی یومِ القیامة. قال اللہ تعالی: "وَلَکِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّینَ" (سورۃ احزاب، آیت:40) فمن تمسَّک بهذا الاعتقاد فقد اهتدی، ومن ادَّعی النبوَّةَ بعده صلی اللہ علیه وسلم أو صدَّق البُروز أو البعثة الثانیة فقد ضلَّ وکفر.

عقیدۂ ختمِ نبوت اور فتنہ دیندار انجمن

اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسانی کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے جاری فرمایا اور اس مبارک سلسلے کو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی آ سکتا ہے، نہ کسی کو نبوت عطا ہو سکتی ہے، اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ، بروز یا کسی دوسرے شخص میں ظہور کا عقیدہ اسلام کے مسلمہ عقائد میں شامل ہے۔

چنانچہ جو شخص نبوت، بعثتِ ثانیہ یا بروزِ محمدی کے نام پر کسی نئے مدعی کو مقامِ نبوت یا رسالت سے جوڑنے کی کوشش کرے، وہ ختمِ نبوت کے قطعی عقیدے سے انحراف کا مرتکب ہوتا ہے۔

قادیانیت کی طرح دیندار انجمن بھی انہی گمراہ کن تصورات میں مبتلا رہی ہے۔ اس جماعت کے بانی صدیق دیندار نے اپنے آپ کو "بروزِ محمد" اور بعثتِ ثانیہ کے باطل دعووں کا مصداق قرار دے کر امتِ مسلمہ کے متفقہ عقیدۂ ختمِ نبوت سے انحراف کی راہ اختیار کی۔ زیرِ نظر سطور میں اسی فتنہ دیندار انجمن کے عقائد، دعووں اور قادیانیت کے ساتھ اس کے فکری تعلق کا مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

دیندار انجمن: قادیانیت کا ایک اور روپ

تحریک حزب اللہ دیندار انجمن قادیانیت کا ایک اور روپ ہے، جس کا بانی جھوٹا مدعی نبوت صدیق دیندار چن بسویشور، قادیانی مبلغ، تھا۔

دیندار انجمن پاکستان کے مختلف شہروں میں

دیندار انجمن پاکستان کے مختلف شہروں؛ مردان، سرگودھا، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور کراچی میں موجود ہے، لیکن افسوس کہ جس طرح اس فتنے سے عوام کو آگاہ کیا جانا چاہیے تھا، سوائے مردان کے دیگر شہروں میں ان کی سرگرمیوں کو روکنے اور ان کے چہرے سے نقاب اتارنے کے لیے تاحال کوئی ٹھوس اقدام نہیں کیا گیا، جس کی اصل وجہ اس فتنے کے معتقدات اور دجل سے لاعلمی ہے۔

بانی دیندار انجمن

دیندار انجمن کا بانی صدیق حسین دیندار چن بسویشور تھا، جو 1886ء بمقام بالم پیٹھ ضلع گلبرگہ ہندوستان میں پیدا ہوا اور 1952ء میں آنجہانی ہوا۔

مرزا بشیر الدین محمود کی مریدی

صدیق دیندار مرزا بشیر الدین محمود کا مرید تھا۔ چنانچہ اپنی کتاب خادم خاتم النبیین میں لکھتا ہے: ''میری نیک نیتی اور خلوص دیکھو، میں نے تلاشِ حق میں خود میاں صاحب (مرزا بشیر الدین) کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور قادیان پہنچا۔'' (خادم خاتم النبیین، ص:25)

محمد علی لاہوری مرزائی کی شاگردی

صدیق دیندار لاہوری قادیانی گروہ کے سربراہ محمد علی لاہوری مرزائی کا شاگرد تھا۔ اس کی کتاب دیندار چن بسویشور سے ملاحظہ کریں: ''علمِ قرآن کی دھن میں قادیان پہنچا ..... مولانا محمد علی صاحب لاہور والے کی صحبت میں رہا۔'' (دیندار چن بسویشور، ص:5)

دیندار انجمن کی بنیاد

صدیق دیندار نے قادیانیت سے الگ ہو کر 1924ء میں دیندار انجمن کی بنیاد رکھی اور اپنے باطل نظریات و عقائد کی ترویج کے لیے اپنا الگ مرکز بنام ''خانقاہ سرورِ عالم'' آصف نگر، حیدرآباد دکن، انڈیا میں قائم کیا۔

قادیانیت سے علیحدگی مگر عقائد میں موافقت

قادیانیت سے علیحدگی کے بعد بھی وہ تادمِ مرگ اپنی تصنیفات میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد اور مسیحِ موعود لکھتا رہا۔ یعنی قادیانیوں سے اختلاف ضرور کیا، لیکن مرزا قادیانی کو مانتا رہا اور مرزا قادیانی کی تحریر کردہ کتب سے استفادہ

کرتے ہوئے مرزا کی جھوٹی پیش گوئیوں کا مصداق خود کو بتاتا رہا، جو قادیانیت کے ساتھ اختلاف کا باعث بنا۔
اس اختلاف کے متعلق بھی صدیق دیندار اپنی کتاب دیباچہ خادم خاتم النبیین میں لکھتا ہے: ''فقیر جانتا ہے کہ وہ (مرزا بشیر الدین خلیفہ قادیان) ایک متقی مرد ہے اور بڑے بشارتوں والا ہے۔ ان سے ہمارا جھگڑا صرف مذہبی چند فروعات میں ہے، جس کی غفلت سے اصولی ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اسی وجہ سے میں نے مخالفت کی۔ اب کوئی مخالفت نہیں ہے کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے کہ وہ (مرزا بشیر الدین خلیفہ قادیان) قریب میں ہمارے عقیدے کے ساتھ ہو جائیں گے، جس کے آثار گزشتہ چند ماہ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔'' (دیباچہ خادم خاتم النبیین، ص: ھ، مصنفہ صدیق دیندار)

دیندار انجمن کی وجہ تسمیہ

دیندار انجمن کے بانی صدیق حسین اپنے نام کے ساتھ ''دیندار'' لکھتا تھا، کیونکہ وہ خود ہندوؤں کے موعود اوتار ''دیندار چن بسویشور'' ہونے کا بھی دعویدار تھا۔ اسی نسبت سے صدیق حسین نے اپنی تنظیم کا نام ''دیندار انجمن'' رکھا۔ چنانچہ اپنی کتاب دیندار چن بسویشور میں لکھتا ہے: ''جب دیندار چن بسویشور کے ظہور کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے خوابوں میں اور مکاشفات میں اس مضمون کو کھولا اور مکالمہ الٰہیہ سے دیندار چن بسویشور کے دعوے کا حال معلوم ہوا۔'' (دیندار چن بسویشور، ص: 6، مصنفہ صدیق دیندار)

مزید اپنی کتاب اعادہ اسلام میں لکھتا ہے: ''ہندوؤں کی مستند کتب کے نشانات پکار رہے تھے کہ ایک اوتار آنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو بشارت دی کہ وہ تو ہے، یعنی الہام ہوا کہ تو ہی چن بسویشور ہے۔'' (اعادہ اسلام، ص: 49، مصنفہ صدیق دیندار)

دیندار انجمن کا مرکز

دیندار انجمن کا مرکز حیدر آباد دکن، انڈیا میں ''خانقاہ سرور عالم'' کے نام سے قائم ہے۔

پاکستان منتقلی:

قیام پاکستان کے بعد دیندار انجمن کو پاکستان منتقل کرنے کے لیے صدیق دیندار نے اپنے بیٹے ضیاء الحسن کو اپنا نائب اور قائم مقام بنا کر پاکستان بھیجا۔ (ملخص از اظہارِ حق، ص: 432، مصنفہ خالد حسین) پاکستان میں صدیق دیندار کے نائبین 2008ء میں ضیاء الحسن کے مرنے کے بعد اس کے سات بیٹے دیندار انجمن کو پاکستان میں چلا رہے ہیں۔ دیندار انجمن والے ان کو ''سبع نائبین'' کہتے ہیں۔ یہ لوگ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے بظاہر قادیانیت سے برأت کا اظہار بھی کرتے ہیں، لیکن ان کی کتابوں میں وہی عقائد ملتے ہیں جو دجالِ قادیان مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں موجود ہیں۔ بلکہ انہوں نے اس بدنامِ زمانہ جھوٹے مدعی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی، مسیحِ موعود اور

چودھویں صدی کا مجدد بھی لکھا ہے۔ چنانچہ صدیق دیندار اپنی کتاب اعادہ اسلام میں لکھتا ہے:''اللہ تعالیٰ نے اپنے مکالمات سے اس فقیر پر کھولا ہے کہ مرزا غلام احمد چودھویں صدی کا مجدد ہے۔'' (اعادہ اسلام، ص:28)

دیندار انجمن کے بارے میں علماء کا فیصلہ

پاکستان، انڈیا اور بنگلہ دیش کے مختلف مکاتبِ فکر کے جید مفتیانِ کرام نے صدیق دیندار اور اس کے پیروکاروں کو منکرِ ختمِ نبوت اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

(ماہنامہ فاران، فروری 1957ء میں بھی دیندار انجمن سے توبہ کرنے والے زاہد صدیقی، سابق مبلغ دیندار انجمن، کے استفتاء پر مختلف مکاتبِ فکر کے فتاویٰ موجود ہیں۔)

مردان میں دیندار انجمن پر پابندی

9 فروری 2026ء کو مردان میں ضلعی انتظامیہ (ڈپٹی کمشنر اور ڈی پی او مردان) کی موجودگی میں ہم، یعنی متحدہ اسلامی کونسل مردان، نے دیندار انجمن کے عقائد و نظریات کی حقیقت ان ہی کی کتب کے حوالے سے واضح کی اور ان کی قادیانیت کے شواہد پیش کیے۔ جب وہ ان دلائل کا جواب نہ دے سکے تو اس بات پر اتفاق ہوا کہ آئندہ ایک اور مجلسِ مکالمہ منعقد کی جائے گی، جس میں دیندار انجمن پر متحدہ اسلامی کونسل مردان کی جانب سے اٹھائے گئے تمام سوالات کے جوابات دیندار انجمن کی طرف سے دیئے جائیں گے۔ اس مقصد کے لیے متحدہ اسلامی کونسل مردان نے، متحدہ علماء بورڈ کی ثالثی کو قبول کرتے ہوئے، اپنا بیانِ حلفی جمع کرایا۔ یہ بورڈ ڈپٹی کمشنر مردان کی درخواست پر چیف سیکرٹری خیبر پختونخوا کی جانب سے ثالث کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔

تاہم چند روز بعد دیندار انجمن کے نمائندوں نے ڈپٹی کمشنر مردان سے ملاقات کر کے یہ مؤقف اختیار کیا کہ وہ مردان میں اسلامی عنوان کے تحت کوئی پروگرام منعقد نہیں کریں گے، لیکن علماء کرام کے ساتھ مزید مجلسِ مکالمہ کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ اب ان کا کوئی پروگرام نہیں ہوسکتا۔ ضلعی انتظامیہ نے ان پر پابندی عائد کر دی ہے، لیکن دیگر شہروں میں یہ لوگ اب بھی فعال ہیں۔

آئندہ قسط میں... بانی دیندار انجمن کے جھوٹے دعویٔ نبوت سے لے کر اس کے دیگر تمام جھوٹے دعووں، خودساختہ اصطلاحات اور ان کے پس منظر کا جائزہ انہی کی کتب کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔　(جاری ہے)

مرتب: ابومروان

من الظلمات الیٰ النور

فیصل آباد میں ایک تقریب بسلسلہ قبول اسلام

☆...... الحمد للہ! قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری کی دعاؤں اور حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ، سرپرست شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان کی توجہات سے فیصل آباد میں جڑانوالہ روڈ کی جامع مسجد میں 6 جون بعد نماز عصر ایک تقریب بسلسلہ قبول اسلام منعقد ہوئی۔ ایک پیدائشی قادیانی نوجوان جن کے آباؤ اجداد قادیانی تھے اب بھی ننھیال پورا قادیانی ہے۔ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام کے نائب ناظم ڈاکٹر محمد آصف اور نومسلم بھائی کاشف اسلام (ملتان) کئی ماہ سے ان سے رابطہ میں تھے اور دعوت کا سلسلہ جاری تھا۔

ڈاکٹر محمد آصف کے ذریعے فون پر میری بھی بات ہوتی رہی بالآخر ایک دن قبل انہوں نے ترک قادیانیت کا فیصلہ کرلیا۔ عاجز جھنگ کے جماعتی سفر پر تھا۔ بھائی آصف نے حکم فرمایا اور ہمارا قافلہ فیصل آباد پہنچا مجلس احرار اسلام فیصل آباد کے امیر جناب اشرف علی احرار، حافظ عبدالرشید صاحب، مولانا عتیق الرحمان، مولانا ضیاء الرحمان اور دیگر علماء موجود تھے۔ اللہ کی توفیق سے بڑی تسلی کے ساتھ گفتگو ہوئی، مرزا قادیانی کی فریب کاریوں کے متعلق بات ہوئی، ہمارے بھائی نے اجتماع عام میں شہادتین اور حلف نامہ ختم نبوت پڑھا اور اسلام قبول کرلیا۔ بعد ازاں تجدید نکاح کی تقریب ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد بندہ عاجز کا بیان ہوا، مٹھائی تقسیم کی گئی احباب نے نومسلم بھائی کو مبارک باد دی۔

ہمارے قافلے میں عزیز القدر انجینئر حافظ محمد بلال معاویہ، حافظ محمد معاویہ زین العابدین مبلغ احرار حافظ ضیاء الرحمان احرار جھنگ شامل تھے۔

احرار کے شعبہ کفالت نومسلمین کے تحت ایک نومسلمہ بہن کی رخصتی

☆...... لاہور کے ایک پیدائشی قادیانی خاندان سے تعلق رکھنے والی ایک بہن نے 2014 میں مجھ سے رابطہ کیا اور ایک سال تک سچائی کی تحقیق کے لیے میرے ساتھ ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھا اور آخرکار 2015ء میں اس نے قادیانیت کے بدترین کفر کو ترک کر کے، حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ مسند نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ کندیاں شریف کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا تھا۔ قبول اسلام کی اس محفل میں قائد احرار، نواسۂ امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہ اور دیگر احباب بھی موجود تھے۔

الحمد للہ! ہماری یہ بیٹی اپنے قادیانی والدین، بہن، بھائیوں اور پورے خاندان کی مخالفت کے باوجود استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑی رہی اور اسی اثنا میں وہ اپنی ایک چھوٹی بہن کے لیے بھی ہدایت کا ذریعہ بنی، جس کی شادی دو سال پہلے ایک مسلمان فیملی میں کرائی گئی۔

اب الحمد للہ! 12 جون 2026ء کو ہماری اس بہن کا نکاح اور رخصتی بھی ایک مسلمان فیملی میں ہوگئی ہے اس بابرکت تقریب میں مجھ فقیر سمیت، مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت جناب ڈاکٹر عمر فاروق احرار، مولانا مفتی تنویر الحسن اور مولانا محمد حذیفہ نے بھی شرکت کی اور اپنی دعاؤں کے ساتھ نومسلمہ بہن کو رخصت کیا۔

احباب سے دعاؤں کی درخواست ہے۔ڈاکٹر محمد آصف (نائب ناظم شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام)

اخبار الاحرار

مجلس احرار اسلام پاکستان ضلع راجن پور، ضلعی امیر مجلس احرار اسلام راجن پور جناب ڈاکٹر عبداللہ صدیقی سٹی فاضل پور کے امیر جناب ماسٹر شبیر احمد کے ہمراہ مدرسہ دارالعلوم تگہ کالونی فرمان ٹاؤن راجن پور میں یونٹ حبیب بن زیدؓ کا افتتاح کیا۔جس میں یونٹ حبیب بن زیدؓ کے امیر حضرت مولانا قاری علی محمد صاحب۔ ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب۔ناظم نشر واشاعت حضرت محمد اسامہ صاحب۔اور بندہ ناچیز نے شرکت کی۔

منجانب۔ملک راشد فرید ضلعی ناظم اعلیٰ شعبہ نشر واشاعت راجن پور

شعبہ خدمت خلق مجلس احرار کے زیر اہتمام چناب نگر میں ماہانہ فری میڈیکل وآئی کیمپ

شعبہ خدمت خلق مجلس احرار کے زیر اہتمام مسلم ہسپتال چناب نگر میں 13 جون 2026 بروز ہفتہ ماہانہ فری میڈیکل و آئی کیمپ لگایا گیا۔جس میں جنرل او پی ڈی :145 آئی پیشنٹ :30 شوگر ٹیسٹ :20 ہوئے۔کل 195 مریضوں کا علاج کیا گیا۔الحمدللہ! یہ سب اللہ کی توفیق وفضل آپ کی دعاؤں اور تعاون سے ممکن ہوتا ہے۔

احرار فاؤنڈیشن چیچہ وطنی کے زیر اہتمام ایک روزہ فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد

21 جون بروز اتوار چک نمبر 42۔بارہ ایل میں مریضوں کی سہولت کے لیئے فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں لاہور اور چیچہ وطنی سے سپیشلسٹ ڈاکٹرز نے مریضوں کا معائنہ کیا، اس کیمپ میں تقریبا تین سو کے قریب مریضوں کا چیک اپ کیا گیا اور ان کو ادویات بھی فراہم کی گئیں، احرار فاؤنڈیشن کے صدر ریحان ارشد نے تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹروں میں میڈیکل سپیشلسٹ، چیسٹ سپیشلسٹ، آئی سپیشلسٹ، سائیکا لوجسٹ نے تقریبا ایک مکمل دن مریضوں کا معائنہ کیا اور تسلی بخش ادویات، عینکیں بھی فراہم کیں، شوگر اور بلڈ پریشر کے ٹسٹ بھی کیئے گئے، مریضوں کی سہولت کے لیے، سائبان، ٹھنڈا پانی، پنکھے کا بھی بہت اچھا انتظام کیا گیا تھا، ریحان ارشد نے بتایا کہ اس طرح کے مزید فری میڈیکل کیمپوں کا انعقاد جاری رکھا جائے گا، انہوں نے بتایا کہ احرار فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام اس کیمپ کے انعقاد پر تقریباً دو لاکھ روپے کے اخراجات کیے گئے، جن میں ڈاکٹرز کی آمد و رفت، ادویات، عینکیں اور دیگر انتظامی اخراجات بھی شامل تھے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر حاجی عبداللطیف خالد چیمہ دو ماہ کے تبلیغی دورہ پر لندن روانہ

محترم عبداللطیف خالد چیمہ بروز ہفتہ 28 جون کو چیچہ وطنی سے دو ماہ کے دورہ پر روانہ ہوگئے، سفر سے پہلے احرار کارکنان سے بات کرتے ہوئے کہا کہ وہاں تحفظ ختم نبوت کے کام کے جائزہ، احرار ختم نبوت مشن یوکے اور ختم نبوت اکیڈمی لندن کا دورہ بھی کریں گے اور بابائے ختم نبوت جناب عبدالرحمٰن باوا کی رحلت پر ان کے فرزند جناب سہیل باوا سے تعزیت بھی کریں گے، اس دورے میں لندن، مانچسٹر، برمنگھم میں احرار ختم نبوت مشن یوکے کے زیر اہتمام مختلف پروگراموں میں شرکت بھی کریں گے۔

عشرہ سیرت صحابہ واہل بیت اور 53ویں قدیمی سالانہ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ

(رپورٹ: محمد فرحان الحق حقانی) مجلس خدام صحابہ پاکستان اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام یکم تا دس محرم الحرام 1448 ہجری ملک بھر میں عشرہ سیرت صحابہ واہل بیت روایتی تزک واحتشام اور دینی جوش وخروش کے ساتھ منایا گیا۔ قائدین تحریک ختم نبوت، زعماء احرار، علماء کرام، مبلغین و ذمہ داران احرار نے ملک بھر میں ازواج واصحاب رسول، بنات رسول بالخصوص امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم اور نواسۂ رسول سیدنا حسین رضی اللہ عنھم اجمعین کی شخصیت، سیرت وکردار اور خدمات پر مفصل بیانات ارشاد فرمائے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم دعوت و تبلیغ، مولانا سید عطاء المنان بخاری کی ہدایت پر مجلس خدام صحابہ کے مرکزی رہنماء اور مجلس احرار ضلع ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل نے ضلعی ناظم تبلیغ مولانا مفتی محمد نجم الحق، ضلعی ترجمان احرار و مجلس خدام صحابہ ملتان، راقم محمد فرحان الحق حقانی سے باہمی مشاورت اور اتفاق رائے کے بعد جماعت کے مختلف مقامی یونٹوں میں شخصیت وکردار سیدنا فاروق اعظم وسیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہم اجمعین کی مناسبت سے دروس قرآن کریم اور دیگر مجالس منعقد کرنے کا اہتمام کیا۔ اس سلسلے کا پہلا پروگرام مورخہ 14 رجون 2026ء بروز اتوار، دن گیارہ بجے، عاطف بیڈشیٹ (اکبر روڈ) جبکہ دوسرا پروگرام بعد نماز مغرب، جامع مسجد ریاض الجنہ (بستی محمد پور گھوٹہ)، تیسرا پروگرام جامع مسجد بلال (پل براراں)، چوتھا پروگرام جامع مسجد نور الاسلام (سورج میانی) میں چھٹا سالانہ یوم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عنوان سے مورخہ 17 جون 2026ء بروز بدھ، بعد نماز عشاء اور پانچواں پروگرام جامع مسجد کرنالوی قاسم بیلہ ملتان میں بھائی سعید احمد اور مولانا محمد اسماعیل عزیز کی نگرانی میں سیرت سیدین حسنین کریمین علیھم الرضوان پر 29 جون بعد نماز عشاء منعقد ہوا۔ جن میں مولانا سید عطاء المنان بخاری، مولانا محمد اکمل، مفتی محمد نجم الحق، محمد فرحان الحق حقانی، مولانا ثانی اثنین، مولانا محمد فیصل اشفاق، قاری محمد عاصم، شیخ محمد عثمان، محمد شاہد، محمد اسماعیل بھٹی، بھائی محمد عباس، مولانا غلام شبیر برمانی سمیت ذمہ داران وکارکنان احرار نے شرکت وخطابات کیے جبکہ دیگر اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

مجلس خدام صحابہ پاکستان کے زیر اہتمام نواسۂ رسول، جگر گوشہ بتول، جناب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی یاد

میں سب سے بڑی اور یادگار تقریب، 53 ویں قدیمی سالانہ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ مرکز احرار، دار بنی ہاشم ملتان میں دس محرم الحرام 1448 ہجری مطابق 26 جون 2026ء بروز جمعۃ المبارک، صبح دس بجے تا نماز مغرب منعقد ہوئی۔ دس محرم بعد از نماز فجر، جامع مسجد ختم نبوت، دار بنی ہاشم میں شہدائے اسلام و پاکستان بالخصوص شہدائے کربلا کیلئے ایصال ثواب کی مجلس منعقد کی گئی۔ بعد ازاں پروگرام کا باقاعدہ آغاز مولانا محمد فیصل اشفاق کی تلاوت قرآن پاک اور مبلغ احرار مولانا ثانی اثنین کی ہدیہ نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔ مدرسہ معمورہ ملتان کے طلباء نے شان سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میں چند اشعار پڑھے، جبکہ مولانا علی معاویہ، مولانا حارث زمان، حافظ عثمان معاویہ، حافظ عبدالباسط نے سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی شہادت کے واقعات میں ملوث سازشی وسبائی کرداروں پر مختصر اظہار خیال کیا۔ اس موقع پر پاکستان کے معروف وخوش الحان قاری، جناب قاری عبدالرحمٰن ملتانی نے تلاوت قرآن کریم کی سعادت حاصل کی جبکہ بزرگ احرار نعت خواں جناب حافظ محمد اکرم احرار نے بارگاہ حسینی میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ کی مختلف نشستوں سے قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری، مولانا سید عطاء المنان بخاری، مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، مولانا تنویر الحسن احرار، مولانا محمد اکمل احرار اور محمد فرحان الحق حقانی نے واقعہ کربلا اور اس کے پس منظر و پیش منظر میں ملوث عجمی سازش وسبائی کرداروں کو بے نقاب کیا۔ قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری (سرپرست مجلس خدام صحابہ و امیر مجلس احرار اسلام پاکستان) نے تفصیلی و صدارتی خطاب میں کہا کہ ہم حسینی فکر ونظر کے داعی وعلمبردار اور سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے مشن کے وارث و امین ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا حسین ابن علی سلام اللہ علیہم اجمعین کے واقعہ شہادت سے امت کو درسِ صبر و استقامت ملتا ہے۔ انہوں نے کہا سیدنا حسینؓ امت مسلمہ کی عقیدت ومحبت کا مرکز ومحور ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی سیرت و کردار پر عمل پیرا ہو کر مسلم حکمران عالمی سامراج، بین الاقوامی دہشت گرد اور ان کے تمام تر اندرونی و بیرونی سہولت کاروں کے چنگل سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا حسینؓ سمیت تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اسوہ اور ان کا طرز زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم امن کے داعی ہیں اور وطن عزیز کو امن کا گہوارہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم تبلیغ، مولانا سید عطاء المنان بخاری نے کہا کہ سیدنا حسین سلام اللہ علیہ کی شہادت کا حادثہ فاجعہ امت مسلمہ کو یہ درس دیتا ہے کہ قاتلان حسین کے دجل و تلبیس سے ہمیشہ ہوشیار رہیں۔ انہوں نے کہا کہ کتاب وسنت سے سچی محبت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سیرت و کردار پڑھیں اور ان کے باہمی تعلقات کو بیان کر کے دشمن کے پھیلائے ہوئے جھوٹے پراپیگنڈے کو ختم کریں اور مسلمانوں کے ایمان کو بچا کر صحابہ کے دامن سے جوڑے رکھیں۔ 53 ویں سالانہ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا تنویر الحسن احرار، مولانا مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، مولانا محمد اکمل احرار، محمد فرحان الحق حقانی سمیت دیگر مقررین نے کہا کہ صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور بنات طاہرات ہماری

عقیدت کا مرکز ہیں اور یہ عقیدت ومحبت دراصل ہمارا ''عقیدہ'' ہے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی 23 سالہ محنت ودعوت کا خلاصہ اوراثاثہ جماعت صحابہ کرام علیہم الرضوان ہے۔مقررین نے کہا کہ جماعت صحابہ کرام علیہم الرضوان میں تفریق وتقسیم ڈالنے والاتخریبی وسازشی،عجمی وسبائی کرداروں پر مشتمل ''مٹھی بھر'' گروہ وٹولہ عبداللہ بن سباء کی قیادت میں چلا، جوآج تک اپنی مذموم ومکروہ سرگرمیوں میں مصروف عمل ہے۔احرار رہنماؤں نے کہا کہ گستاخانِ رسول واصحاب رسول کیخلاف قانون نافذ کرنے والے ادارے اپنی منصبی ذمہ داریوں کوسرانجام دیں اور فی الفوران گستاخوں کوگرفتار کر کے ان کیخلاف قانونی کارروائی عمل میں لائیں تا کہ ملکی امن کو برقرار رکھا جا سکے۔انہوں نے کہا کہ منکرین صحابہ وختم نبوت کا اسلام، پیغمبر اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی یہ گروہ شعائر اسلام استعمال کرنے کا قانونی و شرعی حق رکھتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ اجماع صحابہ ہمارا دین اور ایمان ہے۔ہم اسوہ حسینی اور اسوہ آل واصحاب رسول علیہم الرضوان پر عمل کرتے ہوئے وطن عزیز کی نظریاتی سرحدات کی حفاظت، قیام امن اور اتحاد امت کیلئے پرامن جدوجہد جاری رکھیں گے۔اس موقع پر مجلس احرار کے مختلف یونٹس کے ذمہ داران، تحریک تحفظ ختم نبوت، تحریک طلباء اسلام، شبان احرار اسلام اور دیگر ذیلی تنظیمات کے کارکنان ورضا کاران نے اجتماع کی انتظامی امور میں مختلف شعبوں میں اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھایا اور اجتماع شام ساڑھے چھے بجے اختتام پذیر ہوا۔

مرکز احرار ملتان میں مجلس احرار کے شعبہ تبلیغ کا دوروزہ اجلاس

(رپورٹ: سید عدنان شاہ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیرِ اہتمام مرکز احرار دار بنی ہاشم ملتان میں 11-12 محرم الحرام 1448ھ مطابق 27-28 جون 2026ء کو مجلس احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ کا دوروزہ اجلاس مجلس کے ناظم تبلیغ مولانا سید عطاء المنان بخاری مدظلہ اور نائب ناظم تبلیغ ڈاکٹر محمد آصف سلمہ اللہ کی صدارت ونگرانی میں منعقد ہوا۔اجلاس میں ملک بھر سے مبلغین ختمِ نبوت نے شرکت کی۔

اجلاس کی مختلف نشستوں میں مجلس احرار اسلام کے امیر مرکزیہ سید محمد کفیل بخاری، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد مغیرہ، مرکزی ناظم نشر واشاعت ڈاکٹر عمر فاروق اور نائب ناظم نشریات مولانا تنویر الحسن احرار نے شرکت کی۔

اجلاس میں شعبہ تبلیغ کی سابقہ کارگزاری کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا گیا۔

اجلاس میں مجلس احرار کی جدید رکنیت وتنظیم سازی کے لیے مبلغین کو ہدایات دی گئیں اور ملک بھر میں ختم نبوت کورسز، سمر کیمپس، اجتماعات احرار، ختم نبوت سیمینارز وغیرہ منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔

اجلاس میں جامع مسجد احرار چناب نگر میں منعقد ہونے والی سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس 11-12 ربیع الاوّل 1448 کی تیاری وانتظامی امور کے حوالے سے مشاورت ہوئی اور اہداف کا تعین کیا گیا۔

اجلاس میں قادیانیوں سمیت دیگر غیر مسلموں کو دعوت دینے اور ان سے گفتگو کرنے کے حوالے سے مکمل رہنمائی دی گئی۔اس موقع پر مبلغین کو کانفرنس کی دعوت عام کرنے،عوامی رابطہ مہم کو مؤثر بنانے اور ملک بھر میں دعوتی

سرگرمیوں کو مزید فعال کرنے کے حوالے سے ضروری ہدایات دی گئیں۔

شرکاء نے ملک بھر میں مجلس احرار اسلام کے تنظیمی ڈھانچے کو مضبوط بنانے، پیغامِ ختمِ نبوت کو عام کرنے اور دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کو مزید مؤثر انداز میں آگے بڑھانے کے لیے اپنی تجاویز پیش کیں۔ اور ملک بھر میں ختمِ نبوت کے پیغام کو عام کرنے کے لیے بھرپور جدوجہد کے عزم کا اظہار کیا گیا۔

☆......☆......☆

مسافرانِ آخرت

☆......سینئر صحافی، بیورو چیف، پی ٹی وی کے رپورٹر اور چیف ایڈیٹر مہاڑ اخبار میانوالی ''ملک دوست محمد لال خیل'' المعروف ڈی ایم اعوان چکڑالہ کی اہم شخصیت تھے۔ ڈی ایم اعوان ایک خوبصورت تحریکی نام ہے۔ ان کی زندگی کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ وہ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر قائم ہونے والی برصغیر کی پہلی جماعت مجلس احرار اسلام سے بھرپور محبت کرتے تھے۔ 1969 میں جب ابن امیر شریعت، بطل حریت قائد قافلۂ احرار مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ تلہ گنگ اور چکڑالہ کے مجاہدین ختم نبوت کے ساتھ پنج نند تشریف لے گئے اور تین دن قیام فرمایا اور تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس کی، تو کپتان غلام محمد مرحوم کی معیت میں ڈی ایم اعوان مرحوم بھی شریک تھے۔ اس موقع پر کچھ قادیانیوں نے شاہ جی پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو شیرِ احرار ملک محمد صدیق مرحوم، کپتان غلام محمد مرحوم اور ڈی ایم اعوان جو اس وقت عین جوانی میں تھے، نے ملکر ان قادیانیوں کے اس ناپاک منصوبے کو ناکام بنایا۔ اس موقع پر کپتان غلام مرحوم جو فدائے احرار تھے نے ایک جملہ کہا جو آج بھی زبان زدعام ہے۔ جب حملہ آور آگے بڑھا تو کپتان مرحوم نے اپنی احراری کلہاڑی سے اس کا وار خطا کیا اور کہا میں اس کلہاڑی نال تیری پھیتی پھیتی کر دیساں۔ اللہ اکبر! کیا خوبصورت اور وفادار لوگ تھے۔ مرحوم مجلس احرار اسلام کے قائدین بالخصوص خاندان امیر شریعت کیساتھ بے لوث محبت رکھتے تھے۔ مجھے کئی بار اتفاق ہوا کہ قائد احرار نواسہ امیر شریعت مولانا سید محمد کفیل بخاری چکڑالہ تشریف لے گئے، تو ڈی ایم اعوان وھیل چیئر پہ ملاقات کے لیے پہنچتے۔ شاہ جی کئی بار ان کے گھر عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ نڈر اور بیباک آدمی تھے۔ کئی دفعہ دفتر احرار لاہور تشریف لے گئے اور وہاں قیام رہا۔ اللہ تعالی ان کے درجات بلند فرمائے، حسنات قبول فرمائے۔ آمین۔ انتقال 10 جون 2026ء (راقم: مولانا تنویر الحسن احرار)

☆......مہتمم جامعہ مظاہر العلوم چشتیاں مولانا قاری ضیاء اللہ صاحب انتقال: 14 جون 2026ء

☆مجلس احرار اسلام مظفر گڑھ کے قدیم کارکن جناب ملک خورشید احمد مرحوم کی بیوہ اور سینئیر صحافی ملک محمد اعظم کی والدہ مرحومہ، انتقال: ۹ محرم الحرام ۱۴۴۸ مطابق 25 جون/ 2026ء

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائیں، قارئین دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں

امیرِ شریعت سیمینار

06 اگست 2026 بروز جمعرات بعد نماز عصر | جامع مسجد اللہ والی، باغ سرداراں، راولپنڈی

مجلس احرار اسلام راولپنڈی 03037394352 - 03004716780

مدرسہ ختم نبوت، جامع مسجد احرار چناب نگر

میں جدید وضو خانوں اور طہارت خانوں کی تعمیر 20 لاکھ کے قریب قرض لے کر تکمیل کے مراحل میں ہے جبکہ ٹائل، ماربل، رنگ روغن کا کام باقی ہے۔

جس کا تخمینہ 60 لاکھ سے متجاوز ہے

علاوہ ازیں 20kv سولر سسٹم کی شدید ضرورت ہے

جس میں سے اب تک 10 kv کا انتظام ہوا ہے

احباب اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں تاکہ قرض بھی ادا ہو سکے اور تعمیری کا کام بھی مکمل ہو سکے۔

برائے رابطہ: سید عطاء المنان بخاری 0301-7181267

بیاد

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مرکز احرار

بمقام جامع مسجد ختم نبوۃ مدرسہ اقرا اسلامک سنٹر

چوہڑ چک چوک

بتاریخ 7 اگست 2026 ان شاء اللہ

آغاز بیانات 12:00

نماز جمعۃ المبارک 2:15

خطبہ جمعۃ المبارک

ختم نبوۃ کانفرنس

زیر صدارت

محترم جناب استاذ الحفاظ قاری ضیاء اللہ ہاشمی صاحب امیر مجلس احرار اسلام ضلع گجرات

زیر نگرانی

مولانا قاری احسان اللہ صاحب مدظلہ جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام ضلع گجرات

خطاب

قائد احرار حضرت مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری صاحب حسنی حسینی

نواسہ امیر شریعت

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

ضیافت کا انتظام ہوگا

خصوصی آمد

نبیرہ امیر شریعت حضرت مولانا پیر جی سید عطاء المنان شاہ بخاری صاحب مدظلہ

مرکزی ناظم شعبہ دعوت و تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

تلاوت کلام پاک

زینت القراء محترم جناب قاری محمد اقبال صاحب حفظہ اللہ نا گڑیاں

حمد و نعت

مداح سرور کونین ثناخوان مصطفیٰ محترم جناب حافظ عمر رفیق صاحب وزیر آباد

بسلسلہ دعوت

احرار ختم نبوت کانفرنس

جامع مسجد احرار چناب نگر

بتاریخ 11 12 ربیع الاول 1448/2026 ان شاء اللہ

ذکاء گرافکس 0300-6288071

شعبہ نشر و اشاعت

مجلس احرار اسلام ضلع گجرات

رابطہ: 0345-6783988 0302-9299789

آ یئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو گا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲) ...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ!
فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ

آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس